پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں

ایک ضروری وضاحت

(عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل۔لندن)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک اہم اور غیر معمولی عظمت کا حامل نشان پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق رکھتا ہے۔اس نشان کو اجاگر کرنے اور اس کا تذکرہ کرنے کے لئے جماعت میں یہ طریق جاری ہے کہ ہر سال 20 فروری کو یا اس کے قریبی دنوں میں جلسے منعقد کیے جاتے ہیں۔جن میں پیشگوئی سے متعلق مختلف پہلوؤں کا تذکرہ ہوتا ہے۔

اس ضمن میں دیکھا اور سنا گیا ہے کہ اکثر یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھنے والی پیشگوئی (جس کا اعلان 20 فروری کو ہوا) سبز رنگ کے کاغذات پر شائع کی گئی جس سے مراد عام طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سبز اشتہار" لی جاتی ہے۔یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بات اس طرح پر نہیں بلکہ اس سلسلہ میں کسی قدر وضاحت کی ضرورت ہے۔

یہ بات تو درست ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان پیشگوئی عطا فرمائی تو آپ نے 20 فروری 1886 کو اس بارہ میں ایک نوٹ تحریر فرمایا جو یکم مارچ 1886 کو اخبار ریاض ہند کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔یہ اخبار عام سادہ کاغذوں پر چھپا تھا۔سبز رنگ کے کاغذ نہ تھے۔بعد ازاں اس سلسلہ میں 22 مارچ 1886 کو ایک اور اشتہار بھی شائع ہوا جس میں یہ وضاحت درج تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ یہ فرزند موعود نو سال کے عرصہ کے اندر اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔

اس کے بعد جو واقعات رونما ہوئے وہ ترتیب وار درج ذیل ہیں:

1۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹی عصمت کی ولادت 15 اپریل 1886 کو ہوئی (جو 1891 میں فوت ہو گئی)۔اس کی ولادت پر مخالفین نے اعتراض کیا جس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دیا کہ ہرگز یہ نہیں کہا گیا تھا کہ پہلا بچہ ہی موعود فرزند ہوگا۔ہاں فرزندِ موعود اپنی مقررہ مدت کے اندر اندر کسی وقت ضرور پیدا ہو جائے گا۔

2۔بعد ازاں 7 اگست 1887 کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔جس کا نام بشیر (اول) رکھا گیا۔یہ بیٹا 4 نومبر 1888 کو فوت ہو گیا۔اس بیٹے کی وفات پر ایک بار پھر غیر از جماعت مخالفین نے سخت شور و غوغا کیا اور طوفان بدتمیزی برپا کر دیا کہ دیکھو یہ پیشگوئی ایک بار پھر جھوٹی ثابت ہوئی۔پہلے بیٹے کی بجائے بیٹی پیدا ہوئی۔اور اب بیٹا پیدا تو ہوا لیکن لمبی عمر پانے کی بجائے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا ہے۔اپنی نادانی اور مخالفت میں ان لوگوں نے سخت بدزبانی کی اور پیشگوئی کے غلط ہونے کے دعوے کر

3۔اس موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم دسمبر 1888 کو ایک مختصر رسالہ تحریر فرمایا جس کا عنوان تھا ''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر''۔اس میں آپ نے اس پیشگوئی کے مضمون کی ایک بار پھر وضاحت فرمائی اور بہت تحدی اور جلال سے تحریر فرمایا کہ فرزندِ موعود (جو بے شمار خوبیوں کا مالک ہوگا) کی ولادت کا وعدہ خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے ہے اور یہ وعدہ اپنے وقت پر مقررہ مدت کے اندر لازماً پورا ہو کر رہے گا۔فرزندِ موعود کی ولادت کے بارہ میں آپ نے تحریر فرمایا:

''خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں'' (سبز اشتہار صفحہ 7 حاشیہ۔روحانی خزائن جلد 2 ص 453)

یہ مختصر رسالہ سبز رنگ کے کاغذات پر شائع کیا گیا اور اسی مناسبت سے اس رسالہ کا نام ''سبز اشتہار'' رکھا گیا۔اور اسی نام سے یہ جماعت میں معروف ہے۔

4۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے 12 جنوری 1889 کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک فرزند سے نوازا جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں آپ پر واضح فرمایا کہ یہی وہ فرزندِ موعود ہے جو اس پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہے۔اس بیٹے کا نام محمود احمد رکھا گیا جو جماعتی لٹریچر میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے نام سے معروف ہیں۔

الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات پوری ہوئی اور اس کی عطا فرمودہ پیشگوئی بڑی عظمتِ شان اور جلال کے ساتھ اپنے وقتِ موعود پر پوری ہوئی اور آپ کے وجود میں وہ سب نشانیاں پوری آب و تاب کے ساتھ ظہور پذیر ہوئیں۔جن کا اس پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا۔

اس پیشگوئی کے تعلق میں مندرجہ ذیل تاریخیں یاد رکھنے کے لائق ہیں۔

☆ مصلحِ موعود والی پیشگوئی 20 فروری 1886 کو لکھی گئی۔ اخبار میں اشاعت یکم مارچ 1886 کو ہوئی۔

☆ 22 مارچ 1886 کو بذریعہ اشتہار یہ وضاحت کی گئی کہ فرزندِ موعود نو سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں بیٹی عصمت کی پیدائش 15 اپریل 1886 (وفات 1891)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹے بشیر (اوّل) کی ولادت 7 اگست 1887 کو ہوئی۔یہ بیٹا 4 نومبر 1888 کو فوت ہوگیا۔

☆ سبز اشتہار کی اشاعت یکم دسمبر 1888 کو ہوئی جس میں یہ تحدی کی گئی کہ فرزندِ موعود نو سالہ مدت کے اندر اندر لازماً پیدا ہو جائے گا۔

☆ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ولادت 12 جنوری 1889 کو ہوئی جن کے ذریعہ یہ عظیم الشان پیشگوئی بڑی وضاحت اور شان کے ساتھ پوری ہوئی۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔ ==========

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی عَبۡدِالۡمَسِیح الۡمَوعَود

مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں نو (۹) سالہ معیاد کی حقیقت

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡاقَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوۡعَلٰٓی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِالۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ ۔۔۔۔(النساء۔۱۳۶)

اے مومنو!تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) اللہ کیلئے گواہی دینے والے بن جاوٴ۔ گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے (خلاف) یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف (پڑتی) ہو۔

جناب مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اُمید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔پچھلے سال یعنی ۲۰۰۹ء کے اوائل میں پیشگوئی مصلح موعود اور سبز اشتہار میں جوفرق ہے آپ نے افراد جماعت لندن کو اس سے آگاہ کرنے کیلئے ایک دوصفحاتی پمفلٹ ''پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں ایک ضروری وضاحت'' شائع فرما کر لندن میں تقسیم کیا تھا۔آپ نے سبز اشتہار کے متعلق احباب جماعت کے مغالطے کو دور فرما کر بہت نیک کام کیا ہے۔جناب محترم امام صاحب۔سبز اشتہار اور پیشگوئی مصلح موعود میں جو فرق ہے اگر چہ اس فرق سے افراد جماعت کو آگاہ کرنا بھی ضروری تھا لیکن ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق احمدیوں کے ذہن میں اور بھی بہت سارے شکوک شبہات اور سوالات ہیں جن کو دور کرنا اور جن کے جوابات دینا نہ صرف آپ ایسے عالم کیلئے ضروری ہیں بلکہ یہ آپکی ذمہ داری بھی تھی۔آپ نے یہ درست فرمایا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود حضرت بانئے جماعتؑ کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو محض ایک لڑکے کی بشارت دی تھی یا اس کی حقیقت کچھ اور ہے۔؟ اللہ تعالیٰ نے اِس پیشگوئی میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے وغیرہ۔اگر چہ آپ نے اپنے پمفلٹ میں الہامی پیشگوئی کے متعلق چند دیگر امور سے بھی افراد جماعت کو آگاہ فرمایا ہے لیکن پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق آپکی یہ وضاحت نہ صرف ناکافی ہے بلکہ نامکمل بھی ہے۔جناب امام صاحب۔آپ نے اپنے پمفلٹ میں جن امور پر روشنی ڈالی ہے اور احباب جماعت کی توجہ کو اِنکی طرف مبذول کروایا ہے۔خاکسار ذیل میں ان کے متعلق کچھ عرض کرے گا۔آپ لکھتے ہیں۔

''سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک اہم اور غیر معمولی عظمت کا حامل نشان پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق رکھتا ہے۔اس نشان کو اجاگر کرنے اور اس کا تذکرہ کرنے کیلئے جماعت میں یہ طریق جاری ہے کہ ہر سال ۲۰ فروری کو یا اس کے قریبی دنوں میں جلسے منعقد کیے جاتے ہیں۔جن میں پیشگوئی سے متعلق مختلف پہلووٴں کا تذکرہ ہوتا ہے۔اس ضمن میں دیکھا اور سنا گیا ہے کہ اکثر یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھنے والی پیشگوئی (جس کا اعلان ۲۰ فروری کو ہوا) سبز رنگ کے کاغذات پر شائع کی گئی جس سے مراد عام طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''سبز اشتہار'' لی جاتی ہے۔یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بات اس طرح پر نہیں بلکہ اس سلسلہ میں کسی قدر وضاحت کی ضرورت ہے۔یہ بات تو درست ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان پیشگوئی عطا فرمائی تو آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کو اس بارہ میں ایک نوٹ تحریر فرمایا جو یکم مارچ ۱۸۸٦ء کو اخبار ریاض ہند کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔یہ اخبار عام سادہ کاغذوں پر چھپا تھا۔سبز رنگ کے کاغذ نہ تھے۔بعد ازاں اس سلسلہ میں ۲۲ مارچ ۱۸۸٦ء کو ایک اور اشتہار بھی شائع ہوا جس میں یہ وضاحت درج تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ یہ فرزند موعود نو سال کے عرصہ کے اندر اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔''

جناب امام راشد صاحب۔۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشانوں میں سے بلاشبہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔لیکن افسوس سے کہا جاتا ہے کہ آپ یعنی جماعت احمدیہ قادیانی گروپ ہر سال یوم مصلح موعود حضرت بانئے جماعت کی صداقت کیلئے نہیں مناتے بلکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہ یوم جس طرح اور جس مقصد کیلئے منایا جاتا ہے اُس سے تو حضرت بانئے جماعتؑ کے دعاوی کی نعوذ باللہ صریحاً تکذیب ہوتی ہے۔وہ اس طرح کہ اگر آپکے موٴقف کے مطابق وہ مصلح موعود یعنی زکی غلام نو (۹) سال کے اندر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو گیا تھا تو پھر زکی غلام کی پیدائش کے متعلق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء سے لے کر ٦، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک تمام مبشر اِلہامات جو حضورؑ پر نازل ہوتے رہے جن کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔کیا یہ مبشر اِلہامات نعوذ باللہ جھوٹے تھے۔اور اگر غلام مسیح الزماں کے متعلق یہ سب مبشر اِلہامات نعوذ باللہ جھوٹے تھے تو پھر

حضرت بانئ جماعت علیہ السلام کے تمام دعاوی بھی کیا جھوٹے ثابت نہیں ہوتے۔؟

آپکے خیال میں مصلح موعود نو(۹) سالہ معیاد میں پیدا ہو گیا تھا جبکہ مصلح موعود کے متعلق مبشر الہامات ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ نو(۹) سال تو درکنار حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔اُس نے آئندہ زمانے میں کسی وقت جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔یہ جو میں بیان کر رہا ہوں یہی سچ ہے اور اس حقیقت کو خاکسار آئندہ صفحات میں ثابت کرے گا۔اور یہ بھی واضح رہے کہ میرے اس نقطہ نظر کی قرآن کریم اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اِلہامات اُسی طرح تائید اور تصدیق کر رہے ہیں جس طرح قرآن کریم نے اجرائے نبوت اور وفات مسیح کے سلسلہ میں حضرت بانئ جماعت کے نقطہ نظر کی تائید اور تصدیق فرمائی تھی۔باقی آپ نے پیشگوئی مصلح موعود (اس اِلہامی پیشگوئی کا صحیح نام پیشگوئی غلام مسیح الزماں ہے)اور سبز اشتہار کے درمیان میں جو فرق بتایا ہے وہ بالکل درست ہے۔سبز اشتہار تو صاحبزادہ بشیر احمد اوّل کی وفات پر لکھا گیا ایک رسالہ یا اشتہار (حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر)تھا۔یہ پیشگوئی مصلح موعود نہیں ہے۔مصلح موعود یا غلام مسیح الزماں سے متعلق پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی ہے۔آگے آپ لکھتے ہیں۔

اس کے بعد جو واقعات رونما ہوئے وہ ترتیب وار درج ذیل ہیں۔

۱۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹی عصمت کی ولادت ۱۵۔اپریل ۱۸۸۶ء کو ہوئی (جو ۱۸۹۱ء میں فوت ہوگئی)۔اس کی ولادت پر مخالفین نے اعتراض کیا جس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دیا کہ ہرگز یہ نہیں کہا گیا تھا کہ پہلا بچہ ہی موعود فرزند ہوگا۔ہاں فرزند موعود اپنی مقررہ مدت کے اندر اندر کسی وقت ضرور پیدا ہوجائے گا۔

جناب امام راشد صاحب۔یہ جو حضورؑ کے گھر میں بیٹی عصمت ۱۵۔اپریل کو پیدا ہوئی تھی۔پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں اس کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔؟ ہاں جن باتوں کا آپ کو ذکر کرنا چاہیے تھا خاکسار اِن کی تفصیل آئندہ صفحات میں کرے گا۔آپ نے اِن میں سے کسی ایک بات کا بھی اپنے پمفلٹ میں ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ہاں جس طرح پیشہ ور شعبدہ باز لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے اپنی فنکاری یا شعبدہ بازی میں بعض اوقات غیر متعلقہ آیٹم (item) بھی شامل کر لیا کرتے ہیں۔امام صاحب۔اپنے پمفلٹ میں وہی فنکاری آپ نے بھی کی ہے۔ورنہ کہاں بیٹی عصمت کی ولادت اور کہاں پیشگوئی مصلح موعود کی وضاحتیں۔کیا ان میں کوئی جوڑ ہے۔؟ ؎

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدھا　　آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

آگے آپ لکھتے ہے۔

۲۔بعد ازاں ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔جس کا نام بشیر (اول) رکھا گیا۔یہ بیٹا ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو فوت ہو گیا۔اس بیٹے کی وفات پر ایک بار پھر غیر از جماعت مخالفین نے سخت شور و غوغا کیا اور طوفان بدتمیزی برپا کر دیا کہ دیکھو یہ پیشگوئی ایک بار پھر جھوٹی ثابت ہوئی۔پہلے بیٹے کی بجائے بیٹی پیدا ہوئی۔اور اب بیٹا پیدا تو ہوا لیکن لمبی عمر پانے کی بجائے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا ہے۔اپنی نادانی اور مخالفت میں ان لوگوں نے سخت بدزبانی کی اور پیشگوئی کے غلط ہونے کے دعوے کرتے ہوئے بغلیں بجانے لگے۔

جناب امام راشد صاحب۔آپ کو بتانا چاہیے تھا کہ حضورؑ نے بشیر احمد (اوّل) کو مولود مسعود قرار دے کر ایک طرح اُسے پیشگوئی زکی غلام (مصلح موعود) کا مصداق قرار دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بچہ کو وفات دے کر آگے اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔اور پھر یہی مثیل بشیر احمد اوّل یا بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد بعد ازاں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ حصے کا مصداق بنا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔

آگے آپ لکھتے ہے۔

۳۔اس موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک مختصر رسالہ تحریر فرمایا جس کا عنوان تھا ''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر''۔اس میں آپ نے اس پیشگوئی کے مضمون کی ایک بار پھر وضاحت فرمائی اور بہت تحدی اور جلال سے تحریر فرمایا کہ فرزند موعود (جو بیشمار خوبیوں کا مالک ہوگا) کی ولادت کا وعدہ خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے ہے اور یہ وعدہ اپنے وقت پر مقررہ مدت کے اندر لازماً پورا ہو کر رہے گا۔فرزند موعود کی ولادت کے بارہ میں آپ نے تحریر فرمایا۔

''خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں'' (سبز اشتہار صفحہ ۷ حاشیہ۔روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۵۳)۔یہ مختصر رسالہ سبز رنگ کے کاغذات پر شائع کیا گیا اور اسی مناسبت سے اس رسالہ کا نام ''سبز اشتہار'' رکھا گیا۔اور اسی نام سے یہ جماعت میں معروف ہے۔

جناب امام راشد صاحب۔آپ کو اپنے پمفلٹ میں یہ بیان کرنا چاہیے تھا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی دراصل زکی غلام کے متعلق ہے جسے شروع میں حضورؑ نے اپنا لڑکا سمجھا اور اسے مصلح موعود قرار دیا تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی میں بطور فرع ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کی بشارت بھی دیدی۔بعد ازاں اس زکی اور حلیم غلام کو مثیل مبارک احمد قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے جسمانی لڑکوں کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکال دیا۔اور حضورؑ کے ان دونوں بیانات ﴿(۱)''

لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔'' (اِشتہار واجب الاظہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۳) (۲) ''خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔'' (سبز اشتہار صفحہ ۷ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۵۳) ﴾ کو ۲۰ فروری کی اِلہامی پیشگوئی کیساتھ تطبیق دینے کیلئے ہم یہ کہیں گے کہ یہ موعود جسمانی لڑکا بطور مثیل بشیر احمد اوّل حضورؑ کے گھر میں عرصہ نو (۹) سال کے اندر پیدا ہو گیا تھا۔ جہاں تک مصلح موعود یا ذکی غلام کا تعلق ہے تو وہ نو (۹) سال کیا حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ آپ کو افرادِ جماعت کی آگاہی کیلئے اپنے پمفلٹ میں ان سب باتوں کا خوب کھول کر بیان کرنا چاہیے تھا۔ آپ نے بیٹی عصمت جس کا پیشگوئی مصلح موعود سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے کا ذکر کرنا تو مناسب سمجھا اور نو (۹) سالہ مدت پر بھی آپ نے بار بار زور دیا ہے لیکن پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اصل حقائق کو گول کر گئے۔ کیا یہی اِنصاف اور یہی دیانتداری ہے۔؟ آگے آپ لکھتے ہے۔

۴۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک فرزند سے نوازا جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں آپ پر واضح فرمایا کہ یہی وہ فرزند موعود ہے جو اس پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہے۔ اس بیٹے کا نام محمود احمد رکھا گیا جو جماعتی لٹریچر میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے نام سے معروف ہیں۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات پوری ہوئی اور اس کی عطا فرمودہ پیشگوئی بڑی عظمتِ شان اور جلال کیساتھ اپنے وقتِ موعود پر پوری ہوئی اور آپکے وجود میں وہ سب نشانیاں پوری آب وتاب کیساتھ ظہور پذیر ہوئیں۔ جن کا اس پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا۔

جناب امام راشد صاحب۔ خاکسار اپنے اسی مضمون میں آئندہ صفحات میں ثابت کرے گا کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضورؑ کے گھر میں جو لڑکا پیدا ہوا تھا۔ حضورؑ نے اِس کا نام بطور تفاؤل بشیر الدین محمود احمد رکھا تھا۔ واضح رہے کہ حضورؑ نے اِس لڑکے کی پیدائش کے وقت اور نہ ہی بعد ازاں اپنی وفات تک اسکے مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا ہے۔ اور پھر وفات تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشیر الدین محمود احمد کے مصلح موعود ہونے کی کوئی خبر دینے کی بجائے واضح طور پر اور قطعی طور پر یہ فرمادیا تھا کہ اے میرے پیارے مہدی ومسیح موعود زکی غلام کے متعلق لڑکا ہونے کی تیری خواہش اپنی جگہ پر لیکن تیرے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا بھی مصلح موعود یعنی زکی غلام نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جو اظہر من الشمس ہے۔ امام صاحب۔ تو پھر ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والا لڑکا مصلح موعود کیسے ہو گیا۔؟ اگر آپکے بیان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بشیر الدین محمود احمد کے مصلح موعود ہونے کے متعلق حضورؑ کو کوئی بشارت دی تھی تو آپ پر فرض ہے کہ ایسی بشارت پر مشتمل کلام اِلٰہی آپ افراد جماعت کو دکھائیں تاکہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اُنکے شکوک وشبہات دور ہو جائیں۔ اگر یہ سب جھوٹ ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا کلام حضورؑ پر نازل نہیں ہوا تھا تو پھر اس سلسلہ میں کم از کم حضورؑ کے اپنے الفاظ ہی دکھادیں۔ یاد رکھیں کہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اِللہ تعالیٰ کا کلام اور حضورؑ کا اپنا کلام بار بار پڑھ کر دیکھ لیں۔ آپ کو کہیں بھی بشیر الدین محمود احمد کے متعلق اُنکے مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں ملے گا۔ ثانیاً۔ امام صاحب۔ یہ حقیقت بھی آن دی ریکارڈ ہے کہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں بذاتِ خود مرزا بشیر الدین محمود احمد اس حقیقت کا نہ صرف اعتراف کر چکے ہیں بلکہ اِسکی اشاعت بھی کر چکے ہیں کہ مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) جماعت احمدیہ میں آئندہ کسی زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اس کے دوسرے معنی یہ تھے کہ وہ جان گئے تھے کہ حضورؑ کے گھر میں پیدا شدہ لڑکے مثیل مبارک احمد نہیں ہو سکتے تھے۔ جہاں تک نشانیوں کے پورے ہونے کا تعلق ہے تو وہ وجود جس نے پیدا ہی ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہونا ہے اُسکی نشانیاں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونیوالے وجود میں پوری کیسے ہو سکتی ہیں۔؟ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والا لڑکا مثیل بشیر احمد اوّل یا بشیر ثانی ہوتے ہوئے خاص صلاحیتوں کا مالک ہو۔ افرادِ جماعت نے غلط فہمی میں اُسے مصلح موعود خیال کرتے ہوئے خلیفہ ثانی منتخب کر لیا اور اُسکے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی۔ اور امام صاحب جب کوئی شخص نوجوانی میں طاقت کے سرچشمہ پر بیٹھ جائے اور جان، مال اور عزت قربان کرنیوالی ایک فدائی جماعت اُسکے پیچھے ہو تو پھر اس قسم کی نشانیاں جن کا شور وغل مچا کر آپ افرادِ جماعت کو گمراہ کر رہے ہیں وہ اپنے وجود میں پوری کر ہی لیا کرتا ہے۔ آگے آپ لکھتے ہیں۔

اس پیشگوئی کے تعلق میں مندرجہ ذیل تاریخیں یاد رکھنے کے لائق ہیں۔

☆ مصلح موعود والی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو لکھی گئی۔ اخبار میں اشاعت یکم مارچ ۱۸۸۶ء کو ہوئی۔

جناب امام راشد صاحب۔ آپ نے پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے بارے میں یہ درست لکھا ہے اور یہی حقیقت ہے۔

☆ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار یہ وضاحت کی گئی کہ فرزند موعود نو سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔

جناب امام راشد صاحب۔ امر واقع یہ ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ موعود جسمانی فرزند تو ضرور نو (۹) سال کے عرصہ میں پیدا ہو گیا تھا اور وہ مثیل بشیر احمد اوّل یا بشیر ثانی ہوتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی تھا لیکن زکی غلام یعنی روحانی فرزند جس کو حضورؑ نے مصلح موعود کا نام دیا ہے وہ نو (۹) سال چھوڑ حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اسکی تفصیل آئندہ

صفحات میں بیان کی جائے گی۔

☆حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ہاں بیٹی عصمت کی پیدائش ۱۵۔اپریل ۱۸۸۶ء(وفات ۱۸۹۱ء)

جناب امام راشد صاحب۔آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں انتہائی اہم امور(جن کا خاکسار آئندہ صفحات میں ذکر کرے گا)کونظرانداز کرکے ایک غیر متعلقہ(ولادت عصمت کے)واقعہ پرزوردے کر دراصل افرادِ جماعت کو پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق تذبذب(confuse) کیا ہے۔

☆حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ہاں ایک بیٹے بشیر(اول) کی ولادت ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کو ہوئی۔یہ بیٹا ۴نومبر ۱۸۸۸ء کوفوت ہو گیا۔

جناب امام راشد صاحب۔بشیر احمد اوّل پیدا ہو کرضرور ۴نومبر ۱۸۸۸ء کوفوت ہو گیا تھا لیکن آپ کی وفات پر اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو اسکے مثیل یعنی بشیر ثانی کی خبر بھی دی تھی جو کہ بعد میں الہامی پیشگوئی کے''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ حصے کا مصداق بنا اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد تو حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا۔آپ کو چاہیے تھا کہ اِن سب باتوں کوخوب کھول کھول کر افرادِ جماعت کے گوش گزار تے۔اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت فرماتے ہیں۔یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوااتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْاقَوْلًا سَدِیْدًا(احزاب۔۷۱)اے مومنو!اللہ کا تقویٰ اختیار کرواور وہی بات کہو جو پیچدار نہ ہو،(بلکہ سچی ہو)

امام صاحب۔میرے خیال میں آپ نے سچ کو جاننے کے باوجود اسکے بیان سے پہلوتہی کر کے سچائی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

☆سبز اشتہار کی اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ہوئی جس میں یہ تحدی کی گئی کہ فرزند موعود نو سالہ مدت کے اندر اندر لازماً پیدا ہو جائے گا۔

جناب امام راشد صاحب۔آپ نے اپنے پمفلٹ میں نو(۹) سالہ مدت پر بہت زور دیا ہے۔خاکسار اِس نو(۹) سالہ مدت کی حقیقت پر آئندہ صفحات میں مفصل روشنی ڈالے گا۔

☆حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ولادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی جن کے ذریعہ یہ عظیم الشان پیشگوئی بڑی وضاحت اور شان کیساتھ پوری ہوئی۔الحمد للہ علی ذالک۔

جناب امام راشد صاحب۔ہم کہہ سکتے ہیں کہ بشیر ثانی کے وجود میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا موعود لڑکے سے متعلقہ حصہ ضرور پورا ہوا ہے لیکن موعود لڑکا تو مصلح موعود نہیں ہے۔مصلح موعود تو زکی غلام ہے اور وہ حضور کا کوئی روحانی فرزند ہے جس نے نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔بشیر ثانی نے الہامی پیشگوئی کے متعلقہ حصہ سے تجاوز کر کے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر کے کیا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی پر قبضہ نہیں جمایا ہے۔؟ ایسا کر کے اُس نے ایک مذہبی اور خالصتاً روحانی جماعت کو جسے اِسکے بانی نے غلبہ اسلام کیلئے قائم کیا تھا کیا اپنی مذہبی جاگیر اور پیری مریدی میں نہیں بدلا ہے۔؟ جماعت احمدیہ میں آئندہ زمانے میں پیدا ہونیوالا یہی وہ فسادِ عظیم تھا جس کے قلع قمع کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم(حضرت بانئے جماعت علیہ السلام) کو موسوی مریم کی طرح ایک عظیم الشان زکی غلام کی بشارت سے نوازا تھا۔وہ زکی غلام کے متعلق فرماتا ہے۔

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْھَرُالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْھَرُالْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مَسُوح کیا۔ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔''(تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

جناب امام راشد صاحب۔کیا اِلہامی پیشگوئی کی متذکرہ بالا عظیم الشان باتوں میں سے کوئی بات مرزا بشیر الدین محمود احمد کے وجود میں پوری ہوئی ہے۔ہرگز نہیں۔آپ سب عقیدت کے خمار میں جماعت احمدیہ کے اندر تو ان باتوں کو خلیفہ ثانی صاحب کے وجود میں پوری کر کے بیٹھے ہیں لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔عیسائی اپنے مذہب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ ابن اللہ مانتے ہیں۔سوال ہے کہ کیا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام ابن اللہ تھے؟ ہرگز نہیں۔لیکن عیسائی اُسے نعوذ باللہ ابن اللہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔اسی طرح آپ بھی عقیدت میں خلیفہ ثانی صاحب کو سب کچھ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور پیشگوئی مصلح موعود کو اُسکے وجود میں بڑی شان کیساتھ پوری کر چکے ہیں۔جبکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔جناب امام راشد صاحب۔خاکسار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے متعلق چند حقائق نہ صرف آپکے بلکہ دیگر علمائے جماعت اور افراد جماعت کے بھی گوش گزار نا چاہتا ہے۔واضح رہے کہ حضورؑ نے ہوشیار پور میں چالیس روزہ چلہ کشی کے بعد ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے دن ایک اشتہار لکھا اور اس اشتہار میں آپ نے دیگر پیشگوئیوں کے ساتھ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی بھی درج فرمائی۔بعد ازاں یہ اشتہار یکم مارچ ۱۸۸۶ء کو اخبار ریاض ہند کے ضمیمہ کے طور پر شائع

ہوا۔ یہ الہامی پیشگوئی درج ذیل ہے۔

پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود

حضورؑ فرماتے ہیں۔ خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ وعزّ اسمہٗ) نے اپنے اِلہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ!

☆میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ☆(تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق

جناب امام راشد صاحب! اب یہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اصل الفاظ ہیں اور اِسی اِلہامی پیشگوئی کو جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کہا جاتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کو ہمیں پیشگوئی غلام مسیح الزماں کہنا چاہیے نہ کہ پیشگوئی مصلح موعود۔ اِسکی وجہ یہ ہے کہ مصلح موعود کوئی اِلہامی اصطلاح نہیں بلکہ یہ حضورؑ کا اپنے زکی غلام کو دیا ہوا ایک خطاب یا ایک لقب (title) ہے لہٰذا یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اس پیشگوئی کا جو اصل اِلہامی نام ہے یعنی پیشگوئی غلام مسیح الزماں اِسے تو جماعت احمدیہ میں بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جو نام اِلہامی نہیں اُسے ہر کس و ناکس جانتا ہے۔ ایسا غلطی سے ہوگیا یا کہ دیدہ و دانستہ کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جناب امام راشد صاحب۔ اب اِس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق حقائق کیا ہیں۔؟ اِس الہامی پیشگوئی سے کیا ثابت ہوتا ہے۔؟ یہ حقائق درجِ ذیل ہیں:۔

(ا) اِس اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو (۲) نشانوں یا دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک نشان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا قرار دیا ہے اور دوسرے نشان کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا نام دیا ہے۔ مثلاً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اور (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔

خاکسار اس حقیقت کی وضاحت ایک اور پہلو سے بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو دو عصا یعنی دو معاون عطا فرمائے تھے۔ اس ضمن میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔ (الف) ''مجھے دو عصا دیئے گئے۔ ایک جو میرے پاس تھا دوسرے وہ جو گم ہو گیا تھا۔ اور گمشدہ عصا کو جو میں نے دیکھا تو اُس کے منہ پر لکھا ہوا تھا دُعَآءُ كَ مُسْتَجَابٌ۔ تیری دُعا مقبول ہے۔'' (تذکرہ صفحہ ۳۹۴ بحوالہ کاپی اِلہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۰)

(ب)۔ ''۲۱ جون کو ایک چھڑی پر یہ لکھا ہوا دکھایا گیا۔ دُعَآءُ كَ مُسْتَجَابٌ۔ تیری دُعا مقبول ہے۔'' (ایضاً بحوالہ الحکم جلد ۷ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۴۔ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

یہ دونوں عصا وہی دونوں نشان ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں ذکر فرمایا تھا۔ متذکرہ بالا دونوں عصاؤں میں سے وہ عصا جو حضورؑ کے پاس رہا وہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا تھا'' اور جو عصا گم ہوگیا اور جس کے منہ پر لکھا تھا ''دُعَآءُ كَ مُسْتَجَابٌ۔ تیری دُعا مقبول ہے۔'' یہ زکی غلام یا روحانی فرزند تھا۔ اسی روحانی فرزند یا اسی موعود

عصا کو حضورؑ نے مصلح موعود کا نام دیا تھا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ یہ فرمادیا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایسا کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کیا ہوگا اور کون ہوگا۔؟

(۳) زکی غلام کو ملہم نے اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اِس کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے اور یہ بریکٹ میں (لڑکا) اِلہامی لفظ نہیں ہے بلکہ ملہم کا زکی غلام کے متعلق اپنا قیاس اور اجتہاد ہے۔

(۴) ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام مصلح موعود ہے اور اِس کے متعلق پیشگوئی ''اُس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔سے شروع ہوکر۔۔۔۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔'' آخر تک جاتی ہے۔ واضح رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے حق میں ہے لیکن اسی پیشگوئی میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کی پیشگوئی بطور فرع شامل ہے۔

(۵) اِس اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اِس بارے میں قطعاً کوئی خبر نہیں دی ہے کہ یہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور یہ ''زکی غلام'' کب پیدا ہونگے۔؟ اِلہامی پیشگوئی کے الفاظ ہمیں بتارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اِس معاملہ میں مکمل طور پر لاعلم رکھا ہے۔

(٦) اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کی پہچان کیلئے درج ذیل الفاظ میں قطعی علمی اور مرکزی علامات بیان فرمائیں ہیں:۔

☆ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔☆

جناب امام راشد صاحب! مجھے اُمید ہے کہ اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جو چھ باتیں میں نے بطور حقائق لکھی ہیں جماعت احمدیہ میں کسی بھی صاحب علم و صاحب نظر کو نہ اِن میں کوئی شک ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اعتراض۔ یہ ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی کے متعلق چھ حقائق ہیں جن سے اِنکار ممکن نہیں ہے اور اُمید ہے آپ بھی اِن سے اتفاق کریں گے۔

(۷) جناب امام صاحب۔ اِن چھ (٦) حقائق کے علاوہ ایک ساتویں حقیقت یہ بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ زکی غلام جس کے متعلق حضورؑ کا یہ اِجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اِس اِجتہادی خیال کے مطابق پیدا ہونیوالے جسمانی لڑکے نے بھی حضورؑ کے بقول حضرت نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی پارسا طبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ کے بطن سے پیدا ہونا تھا۔ یہ یادرہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی کے معاً بعد حضورؑ نے ایک کشف دیکھا تھا۔ ۸۔جون ۱۸۸٦ء کو ایک خط میں اِس کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب سے فرماتے ہیں:۔

☆ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہورہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب اِلٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہوجائے۔۔۔ اِن دنوں میں اِتفاقاً نئی شادی کیلئے دو (۲) شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب اِنکی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلّت و محتاجگی و بےعزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اِشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحبِ صورت و صاحبِ سیرت لڑکا (موعود زکی غلام۔ ناقل) جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔'' ☆

(تذکرہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳/مکتوب مورخہ ۸ جون ۱۸۸٦ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۱۲-۱۳)

جناب امام راشد صاحب۔ حضورؑ کے اِس خط سے درج ذیل تین باتیں ثابت ہیں۔

(اولاً) آپؑ کا یہ خیال تھا یا آپ کو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ خواب میں سبز رنگ کا بڑا پھل ''زکی غلام یعنی مصلح موعود'' آپکا جسمانی بیٹا ہوگا۔

(ثانیاً) وہ جسمانی بیٹا حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے نہیں ہوگا۔

(ثالثؔ) یہ کہ عنقریب مجھے ایک اور نکاح کرنا پڑے گا اور وہ زکی غلام یعنی مصلح موعود کسی پارسا طبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ سے ہوگا۔

امام صاحب! حضورؑ اپنے الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ پسر موعود یا خاص لڑکا نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی تیسری اہلیہ میں سے پیدا ہوگا۔ ازاں بعد یہ تیسری شادی تو ہو نہ سکی لیکن یہ زکی غلام (مزعومہ لڑکا) حضرت اُم المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن میں سے بھی پیدا نہ ہوا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بشیر احمد اوّل کی پیدائش ۔مورخہ ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کے دن بشیر احمد اوّل پیدا ہوئے۔ حضورؑ اِسکے متعلق اپنے اِشتہار بنام ''خوشخبری'' میں فرماتے ہیں۔

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد اوّل کی پیدائش پر اِس لڑکے کو ''مولود مسعود'' کا نام دے کر اِسے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ دے دیا تھا لیکن رضائے الٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔ نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہوگیا۔ چنانچہ ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضورؑ نے مولوی نورالدینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔ بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹/مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵)

اب متذکرہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر احمد اوّل کی وفات پر حضورؑ سمجھ چکے تھے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔'' کو حضورؑ نے بشیر احمد اوّل پر چسپاں فرما کر اُسکے متعلق فرمادیا! ''یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔''

درج بالا حوالہ کے مطابق آگے حضورؑ فرماتے ہیں کہ۔۔۔''اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اُسکی تعریف ہے۔''

حضورؑ کے فرمان کے مطابق زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق جو عبارت یا پیشگوئی ہے وہ اِس فقرہ سے شروع ہوتی ہے۔۔۔''اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔۔۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اب ظاہر ہے الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کا ہی ذکر ہے۔ ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور دوسرا ''زکی غلام''۔ وجیہہ اور پاک لڑکا تو بشیر احمد اوّل کی شکل میں پیدا ہو کر پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق دوبارہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ اب پیچھے دوسرا وجود یعنی ''زکی غلام'' رہ گیا تھا اور اسی کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا اور اِسی کے متعلق فرمایا تھا۔۔۔''اور بعد کا

فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے''

جناب امام راشد صاحب! مکرر عرض ہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے نزول کے بعد حضورؑ نے دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کو ایک پیشگوئی یا ایک وجود سمجھتے ہوئے اِلہامی پیشگوئی کی اشاعت کے وقت زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔ اور بریکٹ میں لفظ (لڑکا) کے الفاظ حضورؑ کے اپنے اِجتہادی الفاظ ہیں نہ کہ اِلہامی۔ اب ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' یعنی بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد بھی حضورؑ زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھنے کے قیاس پر قائم رہتے ہوئے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز اشتہار یعنی ''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر'' میں فرماتے ہیں۔

(۱) ''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' (سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۳ حاشیہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

اسی سبز اشتہار میں آگے جاکر حاشیہ ہی میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۲) ''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں

ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اُٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے۔ بشیر ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا

اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔'' (ایضاً صفحہ ۴۶۷۔ ایضاً صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴)

جناب امام راشد صاحب! سبز اشتہار کے حاشیہ میں مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات سے جو ثابت ہوتا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

(۱)۔۔۔ سبز اشتہار کے متذکرہ بالا پہلے حوالے میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی''۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بلا شک وشبہ دو نشانوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام۔ زکی غلام جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے وہ عملی طور پر حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا (اس کی تفصیل بعد میں آئے گی) بلکہ آپؑ کا روحانی فرزند ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی جیسے آپؑ بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی پسر تھے۔ لہٰذا حضورؑ کے کلام اور الہام میں تطبیق پیدا کرنے کی خاطر ہمارے لیے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ہم یہ یقین کریں کہ حضورؑ کی دونوں سعید لڑکوں سے مراد ایک جسمانی لڑکا اور دوسرا روحانی لڑکا تھی۔

(۲)۔۔۔ اسی حوالے میں حضورؑ نے آگے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور اِسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' الہامی پیشگوئی میں بعد کی یہ عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ ''اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔۔۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا تک۔'' الہامی پیشگوئی کے یہ الفاظ یا عبارت دراصل زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق ہیں۔ اور حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے'' لگتا ہے کہ حضورؑ کے یہ الفاظ الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد ازاں جب یہ دوسرا بشیر یعنی بشیر الدین محمود احمد مورخہ ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے موقعہ پر حضورؑ نے قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ ''یہی لڑکا مصلح موعود ہے''۔ اگر تو حضورؑ اس دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرما دیتے کہ ''قطعی طور پر یہی لڑکا مصلح موعود ہے'' تو پھر ان الفاظ کے الہامی ہونے میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی لیکن اگر دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر بذاتِ خود ملہم نے ہی یہ کہہ دیا ہو کہ اس لڑکے ''کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے (اشتہار تکمیل تبلیغ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)'' تو پھر ملہم کے اپنے الفاظ ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ ''اور اِسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' کے الفاظ الہامی نہیں تھے بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد اور قیاس تھے۔

(۳)۔۔۔ متذکرہ بالا سبز اشتہار کے حوالہ نمبر ۲ میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا''۔ حضورؑ کی یہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ یہ الہامی پیشگوئی دراصل مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔ اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع ضمنی طور پر پسر متوفی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع حضورؑ کے صلبی لڑکے کا ذکر کیوں کیا ہے؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا ہے کیونکہ وہ آئندہ زمانہ میں جماعت احمدیہ اور بالخصوص حضورؑ کی صلبی اولاد کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔

(۴)۔۔۔ اسی حوالے میں حضورؑ نے مصلح موعود کے بعض الہامی ناموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً فضل، محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ اگر حضورؑ نے ان الہامی ناموں میں سے کوئی الہامی نام بطور تفاؤل اپنے کسی لڑکے کا رکھا بھی ہو اور ساتھ یہ بھی فرما دیا ہو کہ ''اس لڑکے کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے'' تو بھی وہ لڑکا (بشیر الدین محمود احمد) محض بطور تفاؤل نام رکھے جانے سے مصلح موعود نہیں بن سکتا۔ مزید برآں اگر اس (بشیر الدین محمود احمد) کی پیدائش کے بعد حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق کوئی ایسا انکشاف (یہی لڑکا مصلح موعود ہے) نہ کیا ہو بلکہ جو انکشافات کیے ہوں وہ اُسکے مصلح موعود ہونے کی نفی کر رہے ہوں تو پھر وہ لڑکا خود بخود یا احباب جماعت اُسے مصلح موعود کیسے بنا سکتے ہیں؟

(۵)۔۔۔ یہ بھی واضح ہو کہ اگر بالفرض حضورؑ اپنے کسی لڑکے کا تفاؤل کے طور پر نام رکھنے کے بعد اس لڑکے کے متعلق اپنی کسی تحریر میں یہ بھی فرما دیتے کہ ''یہی لڑکا مولود مسعود، موعود یا مصلح موعود ہے'' تو بھی اگر حضورؑ پر نازل ہونے والا مبشر الہامی کلام حضورؑ کے اس فرمان کی نفی کر رہا ہوتا تب بھی ہوشمندی اور عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم احمدی حضورؑ کے اجتہادی کلام کی بجائے حضورؑ کے الہامی کلام کی پیروی کرتے۔ کیونکہ حضورؑ نے اپنی تحریر میں بارہا فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ایک برابر نہیں ہو سکتا۔ انسانی اجتہاد میں

غلطی ممکن ہے لیکن کلام الٰہی میں غلطی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ مثال کے طور آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ☆اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔☆ (آسمانی فیصلہ۔تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء۔روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

ایک اور جگہ پر آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۲) ☆اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اوّل۔ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے اِلّا شاذ نادر۔کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوت اطوار کہتا ہے۔کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔☆ (حُجۃُ اللہ۔مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

(۳) ☆اِسی سلسلہ میں حضورؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎ خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

جناب امام راشد صاحب! حضورؑ کے متذکرہ بالا دونوں اقتباسات اور شعر سے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(اولاً) اِنسانی کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام برابر نہیں ہوسکتے۔ انبیاءؑ چونکہ بشر ہوتے ہیں لہٰذا اُنکے کلام میں بھی اجتہادی غلطی واقع ہوسکتی ہے۔

(ثانیاً) کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اسکے الہام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہوجائے تو ہمیں ان دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکے تو ہمیں بہرحال نبی کے الہام کی پیروی کرنی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ مندرجہ بالا بحث کے نتیجے میں اُن لوگوں کی جو سبز اشتہار میں مذکور متذکرہ بالا دونوں حوالہ جات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کو مصلح موعود بنانے کیلئے دلیل پکڑتے ہیں بخوبی تشفی ہوگئی ہوگی۔

مثیل بشیر احمد اوّل کا وعدہ اور ازاں بعد ایفائے عہد

امام صاحب۔ خاکسار نے ''اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق'' کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ اور جیسا کہ میں پہلے حضورؑ کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضورؑ کو اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ جیسا کہ حضورؑ سبز اِشتہار میں فرماتے ہیں۔

(الف) ''اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(ب) ''ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

اِسی سلسلے میں حضورؑ اپنی کتاب سِرّ الخلافہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْنًا صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔ اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ بحوالہ سِرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء) ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوگیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت اِلٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا نکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اِس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

جناب امام راشد صاحب۔ چنانچہ اِسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہو کر موعود ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے ہیں۔ اب سوال رہ جاتا ہے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اصل نشان یعنی زکی غلام کا۔ اُس کا معاملہ کیا ہے۔؟

۱۸۹۷ء تک زکی غلام یعنی مصلح موعود کا کوئی تعین نہیں تھا

ستمبر ۱۸۹۴ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

''یہ سچ ہے کہ ۸۔اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔'' (انوار الاسلام (۱۸۹۵ء) روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

جناب امام صاحب۔حضورؑ کے اس رسالے انوارالاسلام کی تاریخ تصنیف و اشاعت ۱۸۹۵ء ہے۔اس وقت حضورؑ کے دو لڑکے زندہ موجود تھے یعنی بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ حضورؑ کا یہ حوالہ اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۵ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔اگر موجود لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد) میں سے کسی کو آپ نے ''مولود موعود'' قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اِس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو ''مولود موعود'' قرار دیا ہے۔جبکہ آپؑ نے ایسا نہیں فرمایا اور اس طرح یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ۱۸۹۵ء تک آپ نے اپنے کسی لڑکے کو بھی ''مولود موعود'' قرار نہیں دیا تھا۔اسی طرح مئی ۱۸۹۷ء میں حضورؑ اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ حُجّۃ اللہ میں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

''بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا اِلٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔'' (حُجّۃ اللہ (۱۸۹۷ء) روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

جناب امام راشد صاحب۔حضورؑ کا یہ حوالہ بھی اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جبکہ اس وقت آپکے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔اب تک جو بحث ہوئی ہے اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ نہ ''سبز اشتہار'' میں، نہ اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' میں اور نہ ہی بعد ازاں اپنی وفات تک کسی کتاب یا اشتہار میں نہ صرف کہ حضورؑ نے بشیر الدین محمود کو مصلح موعود قرار نہیں دیا بلکہ اسکے متعلق زکی غلام ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا۔ہاں حضورؑ کو جو وجیہہ اور پاک لڑکے کی بشارت ہوئی تھی اور اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ بھی فرما دیا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔اس بشارت کا مصداق اولاً۔بشیر احمد اوّل تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔بشیر احمد اوّل کے بدلے یا اسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اُس کا نام حضورؑ کو بشیر اور محمود بتایا گیا تھا۔لہٰذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اوّل کا مثیل ہونا تو مُسلّم ہے لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود ہونا نہیں۔

مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ابتداء سے ہی اپنے ''تین کو چار کرنیوالے'' لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپؑ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق بھی مصلح موعود تھا۔جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے ہوتی ہے۔کتاب انجام آتھم میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

"وانّ اللّٰہ بشّر نی فی ابنائی بشارةً بعد بشارةٍ حتّٰی بلّغ عددھم الیٰ ثلٰثةٍ۔وانباء نی بھم قبل وجودھم بالالھام۔فاشعتُ ھذہ الانباء قبل ظھورھا فی الخواص والعوام۔وانتم تتلون تلک الاشتھارات۔ثم تمرون بھا غافلین من التعصّبات۔ وبشّرنی ربّی برابعٍ رَحمة۔وقال انّه یجعل الثلاثة اربعة۔ " (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۱۸۲ بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔اور اِنکے وجود سے پہلے الہام کیساتھ اِنکی خوشخبری دی۔سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص و عام میں شائع کیا۔اور تم اِن اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پروا نہیں کرتے اور میرے ربّ نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا''۔

امام صاحب۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے اِنکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر کامل انکشاف فرما دیا اور بذریعہ الہام آپؑ کو بتا دیا کہ تین کو چار کرنیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہو سکتا۔اور یہ آئندہ پیدا ہونیوالا اور تین کو چار کرنیوالا وہی لڑکا تھا جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔اور پھر حتیٰ کہ ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کا وہ دن آ گیا جب آپؑ کا یہ چوتھا لڑکا آپکے ہاں پیدا ہو گیا۔آئیں دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے اس چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے موقعہ پر کیا فرمایا تھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔'' (تریاق القلوب (۱۹۰۰ء) روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۲)''دیکھوایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا۔اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔سوایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟''(ایضاً صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہو گیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ''تریاق القلوب'' میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(۳)''سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴۔صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔''(ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:۔

(۴)''سو صاحبو وہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہو گیا۔عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔یہ خود چوتھا تھا۔(ایضاً صفحہ ۲۲۳)

جناب امام راشد صاحب۔حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو''مولود مسعود''اور''اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی''اور''تین کو چار کرنے والا'' فرما کر واضح رنگ میں اِسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔اب ہم اس تحقیق کے بعد کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے بالآخر اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا تھا، یہ معلوم کرنے کیلئے آگے بڑھتے ہیں کہ بعد ازاں اس''تین کو چار کرنیوالے''لڑکے کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہوئی۔؟اوائل ستمبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے ایک منذر خواب دیکھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

ستمبر ۱۹۰۷ء:۔''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

بعد ازاں ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن مبارک احمد فوت ہو گئے۔لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسی دن یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو اللہ تعالیٰ نے پھر حضورؑ کو ایک حلیم غلام کی بشارت دی دی۔اب حلیم ہونا تو مصلح موعود کی ایک علامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُسکے متعلق فرماتا ہے۔''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم''لہٰذا یہ حلیم غلام مصلح موعود ہی تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

جناب امام صاحب۔اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور فیصلہ کن امر ظاہر فرمادیا۔وہ یہ کہ اس حلیم غلام کو مبارک احمد کا مثیل قرار دے دیا۔اور اس طرح یہ پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے منتقل ہو کر اُسکے مثیل کی طرف چلی گئی۔جیسا کہ حضورؑ اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں:۔

''لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ۔ترجمہ۔یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔اسلئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۸۷)

جناب امام راشد صاحب۔اب حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا مثیل مبارک احمد ہی مصلح موعود ہے یعنی وہی سبز رنگ کا بڑا پھل جو آپؑ نے اِلہامی پیشگوئی کے معاً بعد ایک کشف میں دیکھا تھا اور آپ اِس کا اپنے گھر میں انتظار کرتے رہے۔لیکن چونکہ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش یعنی ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کے بعد حضورؑ کے گھر میں بطور مثیل مبارک احمد کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا اور اس طرح یہ الہامی پیشگوئی آپکے جسمانی لڑکوں سے نکل کر آپ کی ذریت یعنی روحانی اولاد کی طرف منتقل ہو گئی۔زکی غلام یعنی مصلح موعود سے متعلق آخری اِلہامی بشارت کب ہوئی؟

زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق آخری اور فیصلہ کن الہامی بشارت

۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء:۔ ”سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔۔۔۔۔۔آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔“ (تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔۔۔۔۔عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

جناب امام راشد صاحب۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی الہامی بشارت ”زکی غلام“ کے الفاظ میں نازل ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء کے دن آخری بار پھر انہیں الفاظ میں الہامی بشارت دیکر نہ صرف اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کردی کہ مصلح موعود ۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا بلکہ اس بات کا بھی فیصلہ فرمادیا کہ حضورؑ کے جسمانی لڑکے اس الہامی بشارت کے مصداق نہیں ہونگے۔امام صاحب۔واضح رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے نہ کہ کسی اِنسان کا کیونکہ کسی کو مصلح موعود بنانا یا نہ بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ کسی اِنسان کا یا لوگوں کا۔کیا آپ اور جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کروگے۔اور اگر نہیں تو کیوں۔؟

جناب امام عطاالمجیب راشد صاحب۔ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی آخری الہامی بشارت کیساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”آمدنِ عید مبارک بادت“ یعنی عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔کسی روحانی مصلح کی بعثت اہل دنیا کیلئے عید کی قائم مقام ہوتی ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی اس نکتہ کی وضاحت اپنی مختلف کتب میں فرمائی ہے۔اس الہام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ”عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو“ اِسکا کیا مطلب ہے؟ مصلح موعود سے متعلق اس آخری الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔اے میرے مہدی و مسیح:۔جب تیرا یہ موعود زکی غلام جب یہ مصلح موعود دنیا میں آئے گا تو کچھ لوگ ایسے حالات پیدا کرچکے ہوں گے کہ جسکے نتیجہ میں تیری جماعت کے لوگ اس روحانی عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔آج حضورؑ کی جماعت میں خلفائے جماعت اور عہدیداروں اور مبلغین نے اپنے ”نَاحن تدبیر“ سے کیا سچ مچ ایسے حالات پیدا نہیں کردیئے کہ عید کا آنا بجائے مبارک کے نامبارک ثابت کیا جارہا ہے؟ کیا آج موعود زکی غلام کے متعلق حضورؑ کا یہ الہام ”عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو“ لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہورہا ہے؟ آخر میں ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد مبشر الہامات کا سلسلہ نزول آپکی وفات تک کس طرح جاری رہتا ہے۔خاکسار اِنہیں یکجائی طور پر ذیل میں درج کرتا ہے۔

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر الہامات کا ترتیب وار نزول

(۲) ۱۸۹۴ء۔” اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ“۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳) ۱۸۹۶ء۔” اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴) ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔” اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔“یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵) ۲۶۔دسمبر ۱۹۰۵ء۔” اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ۔“ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰/ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰۔جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۶) مارچ ۱۹۰۶ء۔”اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔“ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) ۱۹۰۶ء۔”اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸) ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء۔”اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔“ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷۔ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔”(۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ (۶) يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔(۷) ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔“ (تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰) ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔”سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔۔۔۔۔آمدن عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔“ (تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰۔نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا

پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

جناب امام راشد صاحب! مندرجہ بالا مبشر اِلہامات ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر حضورؑ کی وفات سے تھوڑا سا پہلے ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتے ہیں۔ اگر یہ مبشر اِلہامات سچے ہیں اور میں کہتا ہوں یقیناً سچے ہیں تو پھر سنت اللہ کے مطابق اِس زکی غلام نے ۶/ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق بشارت تو ہو چکی تھی اور ساتھ ہی اُسکی بعثت کی اغراض کثیرہ کا بھی تفصیلاً ذکر ہو چکا تھا۔ اب اگر چہ اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی اِلہام نہیں کیا کرتا لیکن پھر بھی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں زکی غلام کے متعلق مبشر کلام حضورؑ کی وفات تک آپ پر نازل فرماتا رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد غلام مسیح الزماں کے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی کی غرض وغایت کیا تھی۔؟ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اُسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا۔؟

جناب امام راشد صاحب۔ اِس ضمن میں مزید کچھ عرض کرنے سے پہلے خاکسار اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کا یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے (نبی یا ولی) کو کسی بیٹے کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ مبشر (جس کی بشارت دی گئی ہو) اس دنیا میں موجود نہیں ہوتا بلکہ وہ وجود بشارت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ درج ذیل آیات میں بعض انبیاء کی مثالیں دیکر ہمیں اس حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے۔

(۱)"رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ☆فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ☆فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَاتَرٰى ط-----مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ☆"(صافات۔۱۰۱،۱۰۲،۱۰۳) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (اور ابراہیمؑ نے کہا) اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔ تب ہم نے اِس کو ایک حلیم غلام کی بشارت دی۔ پھر جب وہ غلام اِسکے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہو گیا تو اُس (ابراہیم) نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ (گویا) میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔۔۔۔۔ مجھے اپنے اِیمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

(۲)"وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ☆ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ☆" (هود۔۷۲،۷۳) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اور اُس (ابراہیم) کی بیوی (بھی پاس ہی) کھڑی تھی۔ اِس پر وہ بھی گھبرائی۔ تب ہم نے اُسکی تسلی کے لیے اُس کو اِسحٰق کی اور اِسحٰق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔ اُس (ابراہیم کی بیوی) نے کہا، ہائے میری ذِلت! کیا میں (بچہّ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی (ہو چکی) ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ یقیناً عجیب بات ہے۔

(۳)"فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ط قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ☆فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ☆قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ☆"(ذاریات۔۲۹ تا ۳۱) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اور (حضرت ابراہیمؑ دِل میں) اُن سے کچھ ڈرا (وہ یعنی فرشتے اِس حالت کو سمجھ گئے) اور کہنے لگے، ڈر نہیں۔ اور اُسے ایک علیم غلام کی بشارت دی۔ اِتنے میں اُسکی بیوی آگے آئی جس کے چہرہ پر شرم کے آثار تھے۔ پس اُس نے زور سے اپنے ہاتھ چہرے پر مارے اور بولی۔ میں ایک بانجھ بڑھیا ہوں۔ اُنہوں نے کہا (یہ سچ ہے) تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے ربّ نے (وہی) کہا ہے (جو ہم نے کہا ہے) وہ یقیناً بڑی حکمت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

(۴)"قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ☆قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ☆قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ☆"(الحجر۔۵۴، ۵۵، ۵۶) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اُنہوں (یعنی فرشتوں) نے کہا (کہ) تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک علیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ اُس نے کہا (کہ) کیا تم نے میرے بوڑھا ہو جانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس (بتاؤ کہ) کس بنا پر تم مجھے (یہ) بشارت دیتے ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔ پس تو نا اُمید مت ہو۔

(۵)"يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ☆قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ☆قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْئًا ☆"(مریم۔۸،۹،۱۰) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (اِس پر اللہ نے فرمایا) اے زکریا! ہم تجھے ایک غلام کی خبر دیتے ہیں اِس کا نام یحیٰ ہوگا۔ ہم نے اِس سے پہلے کسی کو اِس نام سے یاد نہیں کیا۔ (زکریا نے) کہا۔ اے میرے ربّ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی اِنتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔ (فرشتہ نے) کہا (کہ جس طرح تو کہتا ہے واقعہ) اِسی طرح (ہے) (مگر) تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور (دیکھ کہ) میں تجھے اِس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

(۶)"هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ☆فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ☆ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ط قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ

☆" (آل عمران ۔۳۹، ۴۰، ۴۱) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) تب زکریا نے اپنے ربّ کو پکارا کہا کہ اے میرے ربّ! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔تو یقیناً دُعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔اِس پر فرشتوں نے اُسے جبکہ وہ گھر کے بہترین حصہ میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے یحیٰ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہوگا اور سردار اور (گناہوں سے) روکنے والا اور نیکیوں میں سے (ترقی کر کے) نبی ہوگا۔اُس نے کہا کہ اے میرے ربّ مجھے لڑکا کس طرح ملے گا، حالانکہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔فرمایا اللہ ایسا ہی (قادر) ہے۔وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۷)"اِذقَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يٰمَرْ يَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْه اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰ خِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ☆وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِين ☆قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيُ وَ لَمْ يَمْسَسْنِيُ بَشَرٌ ط قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًافَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْن ☆"(آل عمران ۔۴۶، ۴۷، ۴۸) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ سے بشارت دیتا ہے اُس (مُبَشَّر) کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا جو (اِس) دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔اور پنگھوڑے (یعنی چھوٹی عمر) میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر ہونے کی حالت میں (بھی) اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔اُس (یعنی حضرت مریم) نے کہا (کہ) اے میرے ربّ! میرے ہاں بچہ کس طرح ہوگا حالانکہ کسی بشر نے (بھی) مجھے نہیں چُھوٗا۔فرمایا اللہ (کا کام) ایسا ہی (ہوتا) ہے۔وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے (اور) جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اِسکے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو وجود میں آ جا۔سو وہ وجود میں آ جاتی ہے۔

(۸)"قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا☆ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيُ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيُ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ☆قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ☆"(مریم ۔۲۰، ۲۱، ۲۲) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (فرشتہ نے) کہا۔میں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تا کہ میں تجھے (وحی کے مطابق) ایک زکی (پاک اور نیک) غلام دوں۔(مریم نے) کہا۔میرے ہاں غلام کہاں سے ہوگا۔حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چُھوٗا۔اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔(فرشتہ نے) کہا (بات) اِسی طرح ہے (جس طرح تو نے کہی، مگر) تیرے ربّ نے یہ کہا ہے، کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (ہم اِسلئے یہ غلام پیدا کریں گے) تا کہ اُسے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت (کا موجب بھی بنائیں) اور یہ (اَمر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے متعلق بار بار اِلہامی بشارات کی غرض وغایت

جناب امام راشد صاحب۔زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق تمام مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر نازل ہوا تھا آپؑ نے شان انبیاء کے مطابق یہ تمام کلام اپنی زندگی میں مختلف اخبارات اور اپنی کتب میں شائع فرما دیا تھا۔حضورؑ کو اپنے اِلہامی کلام پر اِسکے کلام اللہ ہونے کے ضمن میں اتنا ہی یقین تھا جتنا آپ کو قرآن کریم کی وحی کے بارے میں یقین تھا۔آپ اپنی وحی کے متعلق فرماتے ہیں:۔"واِنْ كان الامر خلاف ذالك علىٰ فرض المحالِ فنبذنا كله من ايدينا كالمتاع الردّى و مادةِ السعال۔" (آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

آپ علیہ السلام نے بڑا زور دے کر یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر سچا اِلہام اُسی اِلٰہی سنت کے مطابق ہونا چاہیے جو کہ قرآن کریم میں وارد ہو چکی ہے۔اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک اِلہام سچا بھی ہو اور وہ پورا بھی قرآنی سنت کے برخلاف ہو۔آپؑ فرماتے ہیں۔

''یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔'' (انوار الاسلام، مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۹۱)

امام صاحب۔جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصلح موعود کے متعلق بار بار نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے مہدی و مسیح موعودؑ کو اور آپکے توسط سے آپکی جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابھی تک وہ مصلح موعود پیدا نہیں ہوا ہے۔وہ زکی غلام اپنی آخری بشارت یعنی ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا۔اللہ تعالیٰ اِس مبشر کلام اِلٰہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ وہ بچہ اُسکی گود میں ہو یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح نہ صرف حضورؑ کے سارے جسمانی لڑکے بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپکی ذریت یعنی جماعت میں ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکل جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی حقیقت اِس عاجز پر اِسی طرح منکشف فرمائی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل اُس نے میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا انکشاف فرمایا تھا۔یہ مبشر کلام اِلٰہی ہمیں درج ذیل تین یقینی نتائج پر پہنچاتا ہے۔اور کوئی بھی اِنسان جو قرآنی وحی اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو سچا مانتا ہے کیلئے ممکن نہیں کہ وہ اِن

تینوں نتائج کو چیلنج کر سکے یا جھٹلا سکے۔

(۱) اس مبشر کلام الٰہی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) میں سے کسی کو بھی مصلح موعود نہیں بنائے گا۔

(۲) زکی غلام (مصلح موعود) کی پیدائش کے متعلق حضورؑ کا بیان فرمودہ نو (۹) سالہ عرصہ آپکا اجتہادی خیال تھا نہ اِلہامی۔

(۳) زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود نے اپنے آخری مبشر اِلہام جو کہ مورخہ ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا کے بعد جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔

جناب امام راشد صاحب۔ واضح رہے کہ میں کسی کا مخالف نہیں ہوں اور نہ ہی میرے دل میں کسی کے خلاف کینہ ہے۔ میں کسی خاص قوم یا خاندان کو معزز نہیں سمجھتا بلکہ میرے نزدیک دنیا کا ہر اِنسان بشرطِ تقویٰ معزز ہے اور اُسکی عزت نفس کا خیال کرنا دوسروں کیلئے ضروری ہے۔ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد کا احترام کرنا بھی میں ضروری خیال کرتا ہوں کیونکہ بہرحال یہ ایک عظیم اِنسان کی اولاد ہے۔ لیکن اِس سب کے باوجود اِس ضمن میں اتنی گذارش ہے کہ عقیدت اپنی جگہ پر پیشگوئی مصلح موعود چونکہ ہم احمدیوں کے عقیدہ میں شامل ہے لہٰذا میرے لیے ضروری ہے کہ میں افرادِ جماعت کی آگاہی اور فکری راہنمائی کیلئے یہاں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے متعلق چند تلخ حقائق کی نشاندہی کردوں۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد بڑے واضح طور پر زکی غلام (مصلح موعود) کو مثیل مبارک احمد قرار دے کر اپنے مبشر الہام میں یہ بخوبی ظاہر فرمادیا تھا کہ اُسکی پیدائش ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہوگی۔ حضرت بانئے جماعتؑ اِس زکی غلام اور مثیل مبارک احمد کا اپنے گھر میں پیدا ہونے کا انتظار کرتے کرتے بالآخر اِلٰہی تقدیر کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اِس دارِفانی سے رخصت ہوگئے۔ اِنا للہ و انا الیہ راجعون۔

مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا موٴقف

یہ بات یاد رکھیں کہ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد نہ حضورؑ کی زندگی میں آپکے گھر میں پیدا ہوا اور نہ ہی آپکی وفات کے بعد آپکے گھر میں پیدا ہوا۔ اِس پر مخالفین نے کافی شور و غوغا کیا کہ زکی غلام اور مثیل مبارک احمد جس سے قوموں نے برکت پانی تھی وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا لہٰذا مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں۔ حضرت بانئے سلسلہ کی وفات کے وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی عمر اُنیس (۱۹) سال تھی اور آپ اِس وقت رسالہ تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر تھے۔ آپ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیلِ مبارک احمد جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا سے متعلق مبشر اِلہامات بطورِ خاص وہ مبشر اِلہامات جو مرزا مبارک احمد کی وفات کے بعد نازل ہوئے کے ضمن میں مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں لکھتے ہیں:۔

(۱) ''اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اِس طرح کثرت سے اِستعمال ہوتا ہے چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام اُنکے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں اور وہ اُسکی اولاد کہلاتی ہیں۔۔۔ جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گذرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید اُمیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونیوالے لڑکے کو اُن کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔ کیا وہ کام جس کا اِنسان کو اختیار ہے خدا اُسکے کرنے سے معذور ہے۔؟ یا جب دنیا کے طالب ایک شخص کو کسی پہلے گزرے ہوئے شخص سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ وہ اُس کا مستحق نہیں ہوتا تو کیا خدا جو خوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دیئے جانے کے لائق ہے ایسا نہیں کرسکتا۔؟ آج وہ سیّد جو ہزاروں قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں اور لاکھوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بدکاریاں صبح اور شام اُن سے سرزد ہوتی ہیں اور وہ جنکے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پر نہیں لائے جاسکتے۔ اور جنکے افعال ایسے نہیں ہیں کہ نیکوں کی مجلس میں اُنکا ذکر بھی کیا جائے تو آل محمدؐ کہلانے کے مستحق ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اُنکا لڑکا قرار دیا اور اُسکے وجود کی اُنکو بشارت دی تو وہ ناجائز ٹھہرا۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا اِن سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے۔؟ یا اُس کو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اِس بارہ میں غلطی کر بیٹھا ہے۔؟ (نعوذ باللہ) آج سینکڑوں نہیں ہزاروں لیکچرار اپنی تقریریں میں زور زور سے چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے بنی آدم ایسا مت کر یا ایسا کر و مگر اُن سے کوئی نہیں پوچھتا کہ ہمارے باپ کا نام تو آدم نہ تھا پھر تم کیوں ہم کو اِس نام سے پکارتے ہو۔ مگر حضرت صاحب کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر اُنکا لڑکا قرار دیا گیا تو کونسا اندھیر آگیا۔ کفیٰ ھٰذا کا اِلہام صاف ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کے اِلہام آئندہ نسل کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں اور پھر وہ اِلہام جس میں ہے کہ تیری اولاد تیرے نام سے مشہور ہوگی۔ اِسکی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا کہا جاسکتا ہے اور خدا تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون اُنکا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کردے خبر دی جائے اور اُسکو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی

فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔اور پھر اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جیسے قرآن واحادیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ سے اگر خدا تعالیٰ نے اِس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقع ہوا مثلاً۔قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اِسرائیل کو فوت ہوئے قریباً اڑھائی ہزار برس گذر گئے تھے اور یہودیوں کو پھر بھی خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نام سے پکارا ہے اگر یہ محاورہ عرب کا نہ ہوتا اور کتب الٰہیہ میں ایسا طریق نہ ہوتا تو اُس وقت کے یہودی جو بات بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اُٹھتے اور شور مچادیتے کہ دیکھو ایسا مت کہو ہم بنی اسرائیل نہیں۔اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ اُنکی اولاد سے ہیں اور پھر قرآن شریف میں حضرت اِبراہیم کی نسبت آتا ہے کہ ووھبنالہ اسحٰق و یعقوب یعنی ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے حالانکہ حضرت یعقوبؑ حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے نہ تھے بلکہ حضرت اِسحٰقؑ کے لڑکے تھے پس معلوم ہوا کہ خدا کے کلام میں ایسا آجاتا ہے اور اِس میں اِعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔''

(رسالہ تشحیذ الاذہان والیم۔۳ نمبر ۶۔۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۰۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۱) ''غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (پارہ ۱۷۔سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ اِبراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔اب کیا اِن آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام اِبراہیم ہوتا ہے۔نہیں ہرگز نہیں۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت اِبراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور اُنکے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اِسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے اِبراہیمؑ کا بیٹا۔ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اِسلام میں داخل ہیں مگر حضرت اِبراہیم کی نسل سے نہیں اور نہ اُنکی قوم کا حضرت اِبراہیم کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اُس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت اِبراہیمؑ کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اِس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اُس خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی کو اُنہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج بیس کروڑ اِنسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے۔غرضیکہ ایران افغانستان ہندوستان چین جاپان کے علاوہ یورپ وامریکہ کے باشندے بھی حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اُنکو اِبراہیم کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اِس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اُن کو اُنہوں نے جواب میں کہا هذا ابوك صالحاً یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے،اور ایسا ہی حضرت آدمؑ کی نسبت فرمایا پس جب قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے تو پھر حضرت اقدسؑ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُنکو ایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں اِسی طرح یہاں بھی ہوگا۔اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔اور اِس میری بات کی تائید خود حضرت اقدسؑ کے اِس اِلہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر درج کر آیا ہوں یعنی کفیٰ هٰذا۔جسکے معنے یہ تھے کہ حضرت اقدسؑ کے ہاں اب نرینہ اولاد نہ ہوگی چنانچہ اُسکے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔اور خود حضرت اقدسؑ کا بھی یہی خیال تھا کیونکہ اُنہوں نے بھی ایک اِلہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا ورنہ اگر اُنکو یہ خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے۔سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہوگا اور وہ اِلہام پورا ہو جائے گا۔پس صاف ظاہر ہے کہ وہ الہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔''(رسالہ تشحیذ الاذہان والیم۔۳ نمبر ۶۔۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۱۱) ''نبی کریم ﷺ نے ریل کی سواری کی خبر دی تھی جو آجکل آکر پوری ہوئی تو کیا بیچ کی بارہ صدیوں کے لوگ دین اِسلام کو ترک کر دیتے اور کفر اختیار کر لیتے کہ وہ نئی سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور اُنہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دی اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا تو کیا ہوا اِس سے تو اُنکی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اُس وقت کے لوگ اِس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اُٹھائیں گے۔آجکل کے لوگوں سے جو وعدے ہیں وہ اُن پر غور کریں اور اُن پر جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور توبہ استغفار ساتھ کرتے رہیں تا اُنہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے اُن پر سچائی کھول دے اور وہ صراطِ مستقیم دیکھ لیں تا کہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے، جو آپکی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی۔اور یہ بھی میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدسؑ کے اِلہامات میں ہی اِس قسم کے اِستعارہ نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں قرآن وحدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔''(رسالہ

تشحیذ لاذہان ولیم۔۳ نمبر ۶۔۷ صفحہ ۳۰۵۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

تشحیذ لاذہان میں رقم فرمودہ بشیر الدین محمود احمد کے بیانات کے منطقی نتائج۔ جناب امام راشد صاحب۔حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق نازل ہونیوالے اِلہامات کے متعلق یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اُس وقت کے خیالات اور عقائد ہیں جب آپکی عمر صرف اُنیس (۱۹) سال تھی۔آپ دیکھ رہے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے مضمون میں حضورؑ کے اِلہامات کی تشریح تقویٰ کیساتھ کی ہے۔مورخہ جون۔جولائی ۱۹۰۸ء رسالہ تشحیذ لاذہان کے ولیم۔۳ نمبر ۶۔۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۵ پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کی شائع شدہ اِس تحریر سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ خاکسار ذیل میں اِسکے متعلق کچھ عرض کرتا ہے:۔

(۱) جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے رسالہ تشحیذ لاذہان میں اپنے مضمون میں بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داوٗد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا'' واضح کیا تھا کہ زکی غلام (حلیم غلام یعنی مثیلِ مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام الٰہی جو حضورؑ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر اِلہامات کے مصداق نہیں تھے۔

(۲) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اِسی زکی غلام کو جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر مورخہ ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اِس غلام مسیح الزماں کا مفصل ذکر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔

(۳) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مضمون میں آئندہ پیدا ہونے والے اِس عظیم الشان وجود کے متعلق یہ فرما کر کہ (۱) ''اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کردے خبر دی جائے'' (۱۱) ''ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا'' (۱۱۱) ''اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی'' دراصل اُسی زکی غلام کا ہی ذکر فرمایا ہے جس کی یہ صفات ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہیں۔

(۴) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مضمون میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ (وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔(پارہ ۱۷۔سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔) کا حوالہ دیکر یہ بتایا ہے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صلب میں سے ہی ہو۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ابوالانبیا حضرت ابراہیمؑ کو ہم سب مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے۔اِسی طرح آنحضرت ﷺ ہم سب مسلمانوں کے باپ ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بھی اِسی طرح ہم سب احمدیوں کے باپ قرار پاتے ہیں۔اور مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں جس عظیم الشان وجود اور جس زکی غلام اور مصلح موعود کا آئندہ زمانے میں پیدا ہونے کا ذکر فرمایا ہے اُسکے تولّد کو ہم متذکرہ بالا سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی نسل تک محدود نہیں کرسکتے۔اللہ تعالیٰ اُسے حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں سے مورخہ ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد جب چاہے گا اور جہاں چاہے گا پیدا فرمادے گا اور وہ بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد حضورؑ کا پانچواں بیٹا کہلائیگا۔وہ اِسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا بیٹا کہلائے گا جس طرح آپؑ بذات خود آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان بیٹے کہلاتے ہیں۔

(۵) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اِس مضمون میں بار بار یہ بات کہی ہے کہ وہ آئندہ پیدا ہونیوالا عظیم الشان وجود یعنی زکی غلام حضرت بانئ سلسلہ کی نسل میں سے ہوگا۔مرزا محمود احمد کا ایسا کہنے کی غالبًا وجہ یہ تھی کہ حضورؑ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ یہ میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔اَمر واقع یہ ہے کہ حضورؑ کا ''زکی غلام'' کے متعلق اپنا جسمانی لڑکا خیال کرنا آپؑ کا محض اپنا اِجتہادی خیال تھا۔اور پھر اِسی اِجتہادی خیال کی بنا پر آپؑ نے درمیان میں پیدا ہونیوالے تینوں لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد۔اِنکے نام صرف بطور تفاؤل رکھے گئے تھے) کو چھوڑ کر اپنے دو لڑکوں یعنی پہلے لڑکے (بشیر احمد اوّل) اور بعد ازاں چوتھے لڑکے (مبارک احمد) پر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کو واضح طور پر چسپاں کیا تو نتیجتًا یہ دونوں لڑکے کم عمری میں ہی فوت ہوگئے۔اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق بعض مبشر اِلہامات میں اُسے ''نافلہ'' بمعنی زائد انعام بھی قرار دیا ہے۔لیکن جب حضورؑ نے اِس زکی غلام کو ''نافلہ یعنی پوتا'' سمجھ کر اپنے پہلے پوتے (مرزا بشیر الدین محمود احمد کے فرزندِ اکبر مرزا نصیر احمد بحوالہ حقیقۃ الوحی۔تصنیف ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی فوت ہوگیا۔

(۶) یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو مبشر وجودوں کا وعدہ عنایت فرمایا تھا۔مثلاً (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔''اب سوال ہے کہ کیا زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کیساتھ کوئی ایسا وعدہ فرمایا تھا کہ '' وہ زکی غلام تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔ جواباً عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔ بعدازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور مبارک احمد) اور پوتے (نصیر احمد) کو وفات دے کر حضورؑ پر اور آپ کی جماعت پر یہ ظاہر فرما دیا کہ زکی غلام نہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہے اور نہ ہی وہ آپؑ کا کوئی پوتا ہے اور نہ ہی اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپؑ کی صلب میں سے پیدا ہو۔

(۷) مرزا محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں بار بار حضورؑ کے اِس اجتہادی خیال کی بنا پر کہا ہے کہ وہ (زکی غلام) آپکی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محمود احمد ایک طرف تو اپنے مضمون میں یہ لکھے جا رہے ہیں کہ ''نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں''۔؟ اور ساتھ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ کا حوالہ دے کر یہ بھی فرماتے ہیں کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صُلب میں سے ہی ہو لیکن ساتھ ہی بار بار حضورؑ کی نسل کی بھی رَٹ لگائے جا رہے ہیں۔ جب وہ جانتے تھے کہ آنحضورﷺ کے کہنے کے باوجود اہل فارس حضرت فاطمہؓ کی نسل میں سے نہیں بن جاتے۔ جب وہ جانتے تھے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صُلب میں سے ہی ہو۔ یہ صرف بطور محاورہ ہے۔ تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے موعود زکی غلام کے متعلق لڑکا کہہ دینا کیا بطور محاورہ نہیں ہوسکتا۔؟ میں یہاں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف ''ہوسکتا ہے'' بلکہ یہ ''ہو چکا'' ہے۔ جناب امام راشد صاحب۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد جون جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے مندرجہ بالا بیانات میں کیا فرما رہے ہیں۔؟ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں یہ جو اُنہوں نے فرمایا تھا یہی سچ تھا۔

نکل جاتی ہو جس کے منہ سے سچی بات مستی میں فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رندِ بادہ خوار اچھا

لیکن یہ الگ بات ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جب اُنہیں تھوڑا سا ہوش آیا اور وہ خلیفہ ثانی بن گئے تو پھر ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان میں رقم فرمودہ اپنے بیان سے مکرنے کیلئے اُنہوں نے کیا کیا بہانے تراشنے شروع کر دیئے۔؟ یہ ایک الگ داستان ہے اور خاکسار اِسکی تفصیل آگے بیان کرے گا۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد کی حیثیت (status)۔ آپ حضرت بانئے سلسلہ کے بڑے بیٹے تھے۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو بھی پیشگوئی مصلح موعود کا علم ہوگیا تھا۔ اصحاب احمدؑ کی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔ اور اس طرح یہ بات یقینی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود بچپن سے ہی آپکے اعصاب پر سوار تھی۔ خلافت اولیٰ کے دوران بھی آپ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے مشیر خاص رہے۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مسند پر بٹھایا۔ اور ان دنوں میں آپکی جو تقاریر شائع ہوئیں ان میں بھی آپ کو لوگوں نے مصلح موعود کا نام دیا اور اس کا ثبوت آج تک موجود ہے۔ ﴿دیکھیں نیوز نمبر ۵۔ www.alghulam.com﴾ امام صاحب۔ اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کس طرح پتہ چلا کہ خلیفہ ثانی ہی مصلح موعود ہیں؟ کیا اُن کو ۱۹۱۴ء میں الہام ہوا تھا؟ اگر ان کو الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اپنے خیال اور اندازے کے مطابق ایک الہامی پیشگوئی کو کسی وجود پر خواہ وہ حضورؑ کا جسمانی بیٹا ہی ہو پر چسپاں کر دینا کیا ایک انتہائی خطرناک فعل نہیں تھا؟ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھتے ہی کیا خلیفہ ثانی کو اپنے مصلح موعود ہونے کا الہام ہوگیا تھا؟ اور اگر نہیں تو پھر ان لوگوں کو جو آپ کو قبل از وقت پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا رہے تھے آپ نے کیوں نہیں روکا۔؟ سب لوگ جانتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کے خلیفہ رابع بننے کے بعد اسی سال یا اگلے سال جلسہ سالانہ پر آپکے متعلق بھی مثیل مصلح موعود کا نعرہ لگا تھا لیکن آپ نے ان لوگوں کو سختی کیساتھ منع کر دیا کہ یہ نعرہ مت لگاؤ۔ تو پھر خلیفہ ثانی نے ۱۹۴۴ء کی خواب سے پہلے ان لوگوں کو جو آپ کو ۱۹۱۴ء میں مصلح موعود بنا رہے تھے کیوں نہ روکا۔؟ خلیفہ ثانی صاحب نے ان لوگوں کو روکنے کی بجائے اپنا منظور نظر بنایا اور انہیں اپنی خوشنودی سے نوازا۔ لیکن جب اس ضمن میں جماعت میں مخالفت زیادہ ہونے لگی تو آپ نے ان کتابچوں اور رسالوں کو جلوا دیا جن میں آپ کو لوگوں نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ یہ سب کیا ڈرامہ (darama) تھا۔؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں خلیفہ ثانی مصلح موعود تھے تو پھر اس بات کا پہلے علم آپ کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ آپکے متعلق لوگ دعویٰ کرتے۔ یہاں دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (اوّل) آپ کا خاموش رہنا بتاتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں آپ کو بہت دلچسپی تھی اور آپ اِسکے امیدوار تھے۔ (دوئم) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک الہام پورا ہونا شروع ہوگیا۔ ''لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے اُن کو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی'' (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۹)

خلیفہ ثانی بننے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) کے متعلق مرزا محمود احمد کے مؤقف میں تبدیلی

جناب امام راشد صاحب۔ مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق خاکسار جون جولائی ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشحیذ لاذہان میں شائع شدہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مضمون کے

تین(۳) اقتباسات پہلے درج کر چکا ہے۔اُنہوں نے اپنے مضمون میں اُس وقت بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ’’اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داوٗد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا‘‘ واضح کیا تھا کہ زکی غلام (مثیلِ مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر آپکی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی آپ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا،اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد،بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر الہامات (یا پیشگوئی مصلح موعود) کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں۔خلیفہ ثانی بننے کے بعد مرزا محمود احمد نے دیکھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور عقیدت کی وجہ سے افراد جماعت دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ہی اُسے مصلح موعود بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ جب مرزا محمود احمد نہ صرف یہ جانتے تھے بلکہ اس کی باقاعدہ اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں علی الاعلان اشاعت بھی کر چکے تھے کہ مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے تو پھر اس وقت تقویٰ کا یہ تقاضا تھا کہ محمدی خلفائے راشدین کی طرح وہ اُن احمدیوں کو جو اُنہیں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی دلیل کے محض اندھی عقیدت میں مصلح موعود بنا رہے تھے روکتے اور اُنہیں سمجھاتے کہ مصلح موعود حضورؑ کے جسمانی لڑکوں میں سے نہیں ہے۔اُس مصلح موعود نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے۔آپ مجھے بلاوجہ ہلاشیری کیوں دے رہے ہیں؟ واضح رہے کہ ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کا کیا معیار ہونا چاہیے۔؟ اس سلسلہ میں خلیفۃ الرسول اور اُمت محمدیہ میں ہونیوالے آئندہ خلفائے راشدین کے سردار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے جانشین کو جو نصیحت فرمائی اس میں ہمیں ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کی جھلک نظر آتی ہے۔بستر مرگ پر آپؓ اپنے جانشین سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

’’اے عمر! میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ کی امت پر اپنا نائب بنایا ہے۔پس تمہاری ذات میں ظاہری و باطنی طور پر تقویٰ ہونا چاہیے۔عمر! اللہ سے لو لگاؤ کہ اس طرح وہ متوجہ ہو جاتا ہے اور جب وہ توجہ فرمالے تو پھر اسباب اور وسیلے خودرو گھاس کی طرح اُگ آتے ہیں۔کسی طاقت پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ جو طاقتیں کام بناتی ہیں،اگر ان کو اللہ کے ہاں سے اجازت نہ ملے تو پھر وہ پلٹ پڑتی ہیں اور بننے والے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔اے عمر! جب اہل نار کا ذکر آئے تو کہنا کہ اے خدا! تو مجھے ان میں شامل نہ کیجیو۔اور جب اہل جنت کا حال پڑھو تو التجا کرنا کہ اللہ تو مجھے ان سے ملا دے۔اے عمر! ان باتوں کے علاوہ اللہ کی مرضی پر چلنے کے لیے نفس کو قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔اور اے ابن خطابؓ! نفس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اِسکی ایک خواہش پوری کر دی جائے تو اِسکی ہمت جوان ہو جاتی ہے اور وہ اس سے زیادہ بری خواہشوں کیلئے اور زیادہ زور کیساتھ ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے۔اے عمرؓ! جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔اللہ نیک اعمال میں تمہاری مدد کرے۔‘‘ (اصحاب رسول ﷺ اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۷ مطبوعہ فیروز سنز لاہور،مصنف نبی احمد سہا)

خلیفہ ثانی پر نفسانی خواہش کا غلبہ۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد چونکہ جماعت احمدیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرزا محمود احمد جماعت کے سیاہ و سفید کے مالک بن چکے تھے۔لہٰذا افسوس کیساتھ لکھتا ہوں کہ اس طاقت کے نشے میں وہ تقویٰ پر چلنے کی بجائے اپنی نفسانی خواہش کا شکار ہو گئے۔اگر چہ وہ جانتے تھے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موجود لڑکے بشمول اُنکے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہو سکتے لیکن پھر بھی بعض ناعاقبت اندیش احمدیوں کی ہلاشیری کی بدولت اُنہوں نے مصلح موعود بننے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔اس غرض کیلئے اُنہوں نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع شدہ اپنے سابقہ ۱۹۰۸ء کے موقف سے رُوگردانی کرتے ہوئے اِسکے برخلاف سوچنا شروع کر دیا۔اور اس سلسلہ میں اپنا مقصد پانے کیلئے اُنکے پیش نظر درج ذیل دو نکاتی ایجنڈا (agenda) تھا۔

(**اولاً**) میں کس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آ سکتا ہوں۔؟ (**ثانیاً**) میں جماعتی خدمات اِس طرح سرانجام دوں کہ جن کی بنیاد پر بعد از اں مصلح موعود ہونے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ذیل میں خاکسار اِن دونوں نکات کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔

(ا) پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنے کیلئے نو (۹) سالہ معیاد کا جھانسہ۔

مبشر الہامات کی رو سے اگر چہ خلیفہ ثانی صاحب جانتے تھے کہ وہ نہ مصلح موعود ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔۱۹۰۸ء میں تقویٰ پر مبنی اُن کا یہی موقف تھا اور یہی حقیقت مبشر الہامات سے ثابت ہوتی ہے۔لیکن بعد از اں ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد جب بعض خوشامدی مریدوں نے اپنی تحریر و تقریر میں اُنکے متعلق مصلح موعود کے الفاظ لکھنے اور بولنے شروع کر دیئے تو اُنہوں نے بھی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا موقف بدلنا شروع کر دیا۔وہ اِس طرح کہ جس عظیم الشان زکی غلام (مثیل مبارک احمد) نے ۱۹۰۸ء میں بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا تھا اِسکی پیدائش کے متعلق اُنہوں نے حضورؑ کے ایک اجتہادی خیال (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو

برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ مجموعہ اِشتہارات جلد اصفحہ ۱۱۷) کو بنیاد بنا کر آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کے آگے یہ جواز پیش کرنا شروع کر دیا کہ اُس ''موعودؑ'' نے اِلہامی پیشگوئی کے نو (۹) سال کے اندر پیدا ہونا ہے۔ اُدھر مُریدوں پر مخلصی کا بھوت سوار تھا اور اُنہوں نے یہ ضرورت ہی نہ محسوس کی کہ کم از کم حضورؑ کے بیان فرمودہ نو (۹) سالہ معیاد کی زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں تھوڑی بہت جانچ پڑتال تو کر لیں۔ افرادِ جماعت کی اس بیجا عقیدت اور لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس طرح خلیفہ صاحب جھوٹے طور پر اپنے آپ کو اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں لے آئے۔ اسی سلسلہ میں جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کی اختتامی تقریر میں وہ اس کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

''پھر اشتہارات میں آپ (حضورؑ۔ ناقل) نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ ایسا لڑکا بموجب اِلہام اِلٰہی ۹ سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اِلہام اِلٰہی اسکی پیدائش کو ۹ سال میں ضروری قرار دیتا ہے۔ یہاں اِجتہاد کا کوئی سوال نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ وہ لڑکا ۹ سال کے اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔ پس تین یا چار سو سال کے بعد اگر کوئی شخص اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرے تو بہر حال ایسا شخص ہی اسکے مصداق ہونے کا اعلان کر سکتا ہے جو پیدا ۹ سال میں ہوا ہو لیکن ظاہر تین سو یا چار سو سال کے بعد ہوا ہو کیونکہ الہام اس بات کی تعین کرتا ہے کہ آنیوالے موعود کو بہر حال ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہو جانا چاہیے اس عرصہ کے بعد پیدا ہونیوالا کوئی شخص اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔'' (الموعود (دسمبر ۱۹۴۴) ۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۵۴۴۔۵۴۵)

نو (۹) سالہ معیاد کا دجل۔

جناب امام راشد صاحب۔ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔ خلیفہ ثانی صاحب دسمبر ۱۹۴۴ء میں بوقت دعویٰ مصلح موعود حضورؑ کے مندرجہ بالا بیان کی طرف درج ذیل دو (۲) باتیں منسوب کرتے ہیں۔

(اولاً) وہ حضورؑ کے اس بیان کو اِلہام اِلٰہی قرار دیتے ہیں۔

(ثانیاً) اُنکے مطابق نو (۹) سالہ معیاد یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونیوالا وجود ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوسکتا ہے نہ کہ اس معیاد کے بعد پیدا ہونیوالا۔

واضح رہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ سے دو مبشر وجودوں کا وعدہ فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وضاحت فرمادی تھی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔'' لیکن زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ جسمانی لڑکے کے متعلق تو یہ بات اٹل تھی کہ اُس نے حضورؑ کے گھر میں پیدا ہونا تھا خواہ وہ نو (۹) سال کے عرصہ میں پیدا ہوتا یا نو (۹) سال کے بعد پیدا ہوتا۔ واقعات سے ثابت ہے کہ یہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' بشیر احمد اوّل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخفی حکمت کے تحت اس لڑکے کو وفات دے کر آگے اُس کے مثیل کی بشارت دے دی۔ بعد ازاں بطور مثیل بشیر احمد اوّل مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ جسمانی پسر موعود یعنی مثیل بشیر احمد اوّل تک محدود رکھتے تو پھر اُنکا دعویٰ بھی درست ہوتا اور نو (۹) سالہ معیاد کی بات بھی درست ہوتی کیونکہ دونوں بشیروں (بشیر اوّل ۱۷۔ اگست ۱۸۸۷ء اور بشیر ثانی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) کی پیدائش نو (۹) سالہ مدت کے درمیان ہوگئی تھی اور دونوں حضورؑ کے جسمانی لڑکے تھے۔ لیکن پریشانی اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے جسمانی پسر موعود ہونے کی بجائے روحانی پسر موعود یعنی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کی مندرجہ بالا دونوں باتیں قطعی طور پر غلط ہیں اور اِسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(ا) مرزا محمود احمد جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مکذبین مہدی و مسیح موعود کو مثیل مبارک احمد (زکی غلام/مصلح موعود) کی بشارت کے سلسلہ میں جواباً فرمارہے تھے کہ ''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا''۔ اب سوال یہ ہے کہ دعویٰ مصلح موعود کے وقت اگر خلیفہ ثانی کے مؤقف کے مطابق اس آنیوالے موعود (مثیل مبارک احمد) نے نو (۹) سالہ عرصہ کے اندر پیدا ہونا تھا تو جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا محمود صاحب نے مکذبین مسیح موعود کو یہ کیوں نہ بتایا کہ اس موعود (مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود) نے نو (۹) سالہ مدت یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونا تھا اور ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ پیدا شدہ میں ہوں۔؟ لیکن اگر مرزا محمود احمد اُس وقت ایسا کہتے تو اس پر مکذبین یقیناً اعتراض کرتے کہ جناب صاحبزادہ مبارک احمد تو ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اُس کا مثیل ۱۸۹۵ء سے پہلے یعنی ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء میں کیسے پیدا ہوسکتا تھا؟ مثیل مبارک احمد نے تو مبارک احمد کی پیدائش کے بعد پیدا ہونا تھا اور وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور اگر وہ پیدا

ہوا ہے تو ہمیں دکھاؤ وہ کون ہے۔؟ خاکسار یہاں گذارش کرتا ہے کہ جون ۔جولائی ۱۹۰۸ء میں پیشگوئی مصلح موعود کا بھوت ابھی مرزا محمود احمد پر سوار نہیں ہوا تھا۔ یہ بھوت اِن پر خلیفہ ثانی بننے کے بعد سوار ہوا۔یہی وجہ ہے کہ جون ۔جولائی ۱۹۰۸ء میں اُنہوں نے بڑے تقویٰ کیساتھ سچی بات کہہ دی تھی کہ اس موعود نے آئندہ کسی زمانے میں جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔

(۲) زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے ۔بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔''الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کا حضورؑ کے اِس اجتہادی بیان کو اِلہامی قرار دینا قطعی طور پر جھوٹ تھا۔

(۳) اگر حضورؑ کے متذکرہ بالا الفاظ الہامی ہوتے اور وہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا ہوتا تو پھر آپ کی پیدائش کے بعد زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کبھی نازل نہ ہوتے۔؟

(۴) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر نو (۹) سال کے عرصہ (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارت کبھی نہ ہوتی۔؟

(۵) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر حضورؑ اس نو سالہ مدت (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہونے والے اپنے چوتھے لڑے صاحبزادہ مبارک احمد کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کبھی قرار نہ دیتے۔؟

(۶) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت اِلہامی ہوتی تو حضورؑ کی نرینہ اولاد کے اِنقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام (مصلح موعود) کی بشارات (انہی علامات اور صفات کیساتھ جو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؑ کی وفات تک آپ پر کبھی نازل نہ ہوتیں۔؟

(۷) زکی غلام (مثیل مبارک احمد/مصلح موعود) کے متعلق اِلہامی بشارات کا نزول مورخہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر مورخہ ۶۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتا ہے۔سنت اللہ کے مطابق بشارت پہلے ہوتی ہے اور مبشر وجود بعد میں پیدا ہوتا ہے۔زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کا نزول ہمیں درج ذیل تین نتائج پر پہنچاتا ہے۔

(الف) زکی غلام کی پیدائش کے متعلق حضورؑ کا نو (۹) سالہ خیال آپکا اجتہادی خیال تھا نہ کہ اِلہامی۔ **(ب)** زکی غلام یا مصلح موعود یا مثیل مبارک احمد (خواہ کوئی بھی نام دے لیں) کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے حضورؑ کے جسمانی لڑکے باہر ہو جاتے ہیں اور یہ الہامی پیشگوئی حضورؑ کی روحانی اولاد یعنی ذریت (جماعت) کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

(ج) زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں مصلح موعود کی پیدائش ۶۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد قرار پاتی ہے۔

جناب عطاء المجیب راشد صاحب۔یہاں آپ سے میرا سوال ہے کہ خلیفہ ثانی کا مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے بیان فرمودہ نو (۹) سال کے عرصہ کو اِلہامی قرار دینا اور ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء کے بعد پیدا ہونے والے کسی بھی احمدی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہوسکتا کیا قطعی طور پر ایک جھوٹ اور دجل نہیں تھا۔؟

(۱۱) **جماعتی خدمات اور کارناموں کی حقیقت** ۔جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں بطور فرع ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے متعلق ایک دوسری پیشگوئی بھی موجود ہے۔اِس میں شک نہیں ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد بطور مثیل بشیر احمد (اوّل) اس ضمنی پیشگوئی کے مصداق ہوتے ہوئے ایک باصلاحیت اِنسان تھے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد لاکھوں افراد کی منظّم جماعت اُسکے پیچھے تھی۔اُنہیں ہر قسم کے جماعتی وسائل میسّر تھے۔اُنہوں نے اِن میسّر جماعتی وسائل کیساتھ تحریر و تقریر کے میدان میں اِس انداز سے کام کرنا شروع کر دیا اور جماعتی ترقیاتی کام اس رنگ میں کروائے تا کہ بعد ازاں ان کامیابیوں کی بنیاد پر وہ پیشگوئی مصلح موعود کے دعوے دار بن سکیں۔جبکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ سب جماعتی ترقیاتی کام اور کارنامے افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کا نتیجہ تھے۔لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کے اس پھل کو ایک شخص (خلیفہ صاحب) نے اپنے غلط دعویٰ کو سچا بنانے کیلئے اپنی جھولی میں ڈال لیا۔؟ اب ہم خلیفہ بننے کے بعد دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے خلیفہ ثانی کے بیانات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ بیانات کس حقیقت کی عکاسی کر رہے ہیں۔؟

خواب دیکھنے اور دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے بیانات ۔خلیفہ ثانی صاحب جون ۔۱۹۳۷ء میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

(۱) ''میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا۔ جہاں تک میں نے اِن پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی اِن پیشگوئیوں کا مصداق ہے اُس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔لہٰذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے اِن پیشگوئیوں کی غرض و غایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری کر دی ہے۔تاہم مجھے حیرانی نہیں ہو

گی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔'' (احمدیت۔ اِسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)۔

خلیفہ ثانی صاحب نے عملاً دعویٰ مصلح موعود ۱۹۴۴ء میں کیا تھا لیکن خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ نشاندہی کر رہے ہیں کہ (اولاً) وہ ہمیشہ اس اِلہامی پیشگوئی پر غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ (ثانیاً) اُن کا یہ گمان بھی تھا کہ اس اِلہامی پیشگوئی کا مصداق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے (جب کہ زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات خلیفہ ثانی کے اس گمان کی قطعی طور پر نفی کرتے ہیں۔ ناقل) (ثالثاً) اگر خلیفہ ثانی صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود میں کوئی دلچسپی نہیں تھی یا وہ خواب سے پہلے اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے تو وہ اس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ اندازے کیوں لگاتے رہے کہ پیشگوئی کے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہے یا کہ نہیں۔؟ (رابعاً) اُن کے الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ وہ دعویٰ کرنے سے گھبراتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ کہیں غلط دعویٰ کر کے میں الٰہی گرفت میں نہ آجاؤں (خامساً) اُن کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بطور خلیفہ ثانی وہ جو کارنامے سرانجام دیتے رہے یا جنہیں وہ سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اِن کارناموں کے پیچھے اُن کا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح وہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق بن سکیں۔ (سادساً) اُن کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ ۱۹۳۷ء میں ہی اپنے آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی اُنہوں نے اپنے بھائیوں کو خوش کرنے اور مطمئن کرنے کیلئے اگرچہ سیاسی رنگ میں ہی سہی اتنی بات ضرور کہہ دی کہ ہوسکتا ہے میرا کوئی بھائی مجھ سے زیادہ کارنامے سرانجام دے کر اس پیشگوئی کا مصداق بن جائے۔ وغیرہ۔

جناب امام راشد صاحب۔ یہ سب حقائق بتا رہے ہیں کہ خلیفہ ثانی نے اس الہامی پیشگوئی کو اپنی مذہبی جاگیر سمجھا اور وہ اپنے ان الفاظ میں دراصل افراد جماعت کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی مجھے ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھنا۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ نہ خلیفہ ثانی اور نہ ہی آپکا کوئی بھائی اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ اب سوال یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کو یہ سب قیاس اور اندازے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔؟ یہ سب کچھ کیا اس بات کی تصدیق نہیں کر رہا کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی کو کافی تذبذب میں ڈال رکھا تھا اور جو بھی آپکے مقاصد تھے اور جو بھی آپکے پروگرام تھے اُن کی راہ میں یہ اِلہامی پیشگوئی حائل تھی۔

خلیفہ ثانی صاحب ۷ جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۲) ''میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اِس لیے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' (الفضل مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۳۹ء)

جناب امام راشد صاحب! (اولاً) خلیفہ ثانی کو اس بات کا کہاں سے پتہ چل گیا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود غیر مامور کے متعلق ہے۔؟ کیا آپ کو الہام ہوا تھا۔؟ اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر دعویٰ سے پہلے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق یہ قیاس اور اندازے آپ کیوں لگاتے رہے؟ (ثانیاً) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چل گیا کہ پیشگوئی مصلح موعود میں اِسکے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔؟ (ثالثاً) وہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی تو مجھ پر چسپاں ہوتی ہے لیکن مجھے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کا یہ ایک ڈھکوسلا تھا اور اِس کی بنیاد پر آپ دعویٰ نہ کرنے کا جواز پیش کر کے دراصل افراد جماعت کو قائل کر رہے تھے کہ اگر میں دعویٰ مصلح موعود نہ بھی کروں تب بھی پیشگوئی مصلح موعود کا میں ہی مصداق ہوں۔ مزید برآں آپ کا یہ ڈھکوسلا اس حقیقت کی بھی غمازی کر رہا ہے کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں خیانت کرنے پر آپکا ضمیر آپ کو ملامت کر رہا تھا۔ جناب امام راشد صاحب! کیا یہ سب کچھ اس حقیقت کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ خلیفہ ثانی پر مصلح موعود بننے کا بھوت سوار تھا۔؟ خلیفہ ثانی صاحب ۱۹۴۰ء میں ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۳) ''لوگوں نے کوشش کی ہے کہ میں دعویٰ مصلح موعود کروں لیکن میں اِسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کہا جاتا ہے کہ میرے پیروکار یقین رکھتے ہیں کہ میں مصلح موعود ہوں حالانکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ میں ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اگر میں واقعی مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ مصلح موعود نہ کرنے سے میرے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو اس سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی منظوری سے جو سابقہ مجددین کی فہرست شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنوں نے دعویٰ کیا؟ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتے سنا ہے کہ اورنگ زیب بھی اپنے وقت کا مجدد تھا۔ کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ لہٰذا ایک غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ ایک مامور سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ ایک غیر مامور کی صورت میں کسی شخص کی کامیابیوں کو دیکھا جائے گا کہ وہ پیشگوئی کا مصداق ہے یا نہیں۔ اسلئے ضروری نہیں کہ وہ دعویٰ کرے (یہاں پر خلیفہ ثانی کے کارناموں کی حقیقت کھل جاتی ہے کہ وہ بڑے زور و شور سے جماعتی خدمت کس مقصد کیلئے کرتے رہے اور اب وہ مصلح موعود بننے کیلئے آہستہ آہستہ افراد جماعت کو اپنے کارناموں

کی طرف متوجہ کررہے ہیں۔ناقل)۔ایسی صورت میں اگر کوئی شخص کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا انکار بھی کردے تب بھی یہی سمجھا جائے گا کہ پیشگوئی اسکے وجود میں پوری ہوگئی۔۔۔لہٰذا میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ کوئی دعویٰ کروں کہ میں مصلح موعود ہوں۔''(احمدیت۔اسلام کی نشاۃ ثانیہ(انگریزی)مصنف محمد ظفر اللہ خاں،صفحہ۲۸۹)

جناب امام راشد صاحب!خلیفہ ثانی صاحب ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ(اولاً)اگر کسی پیشگوئی کا مصداق مامور ہوتو اس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔اب سوال یہ ہے کہ ۵،۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب خواب دیکھنے کے بعد اُنہیں دعویٰ کرنے کی کیوں اور کہاں سے ضرورت پیش آ گئی؟ کیا خواب دیکھنے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کی نوعیت بدل گئی اور یہ ماموروالی پیشگوئی بن گئی تھی؟۔امام صاحب۔اگر یہ پیشگوئی خلیفہ ثانی کے اعصاب پر سوار نہیں تھی تو پھر وہ خواب دیکھنے اور دعویٰ کرنے سے پہلے یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے۔؟(ثانیاً)خلیفہ ثانی ان الفاظ میں افراد جماعت کو ایک بار پھر یہ پیغام دے رہے ہیں اور اِن کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی میں ہی مصلح موعود ہوں اور اس پیشگوئی کا مصداق مجھے ہی سمجھنا۔لیکن آپکی یہ گول مول باتیں اس امر کی تصدیق کررہی ہیں کہ آپ جانتے تھے کہ اگر کوئی اور شخص مصلح موعود ہوا اور وہ آپکے بعد آیا تو آپکا دعویٰ کرنا بڑی بھاری غلطی اور حماقت ہوگی۔اس لیے آپ کی یہ کوشش تھی کہ مجھے دعویٰ بھی نہ کرنا پڑے اور میں مصلح موعود بھی تسلیم کیا جاؤں۔(ثالثاً)وہ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کسی مجدد نے دعویٰ نہیں کیا لہٰذا پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کو بھی کسی دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسکے کارناموں سے ہی اس کو پہچانا جائے گا۔خلیفہ صاحب پیشگوئی کے مصداق ہونے کے پیمانے کا تعین بھی خود ہی کررہے ہیں کہ اُسکے کاموں کی وجہ سے اُسے پہچانا جائے گا۔تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد اُنہوں نے حلفاً دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا؟ یہ بات یاد رکھیں کہ اگر کسی موعود وجود کی بشارت دی گئی ہوتو وقت مقررہ پر جب اللہ تعالیٰ اُس موعود کو اُس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا علم دیتا ہے تو پھر لازماً اُس موعود کو دعویٰ کرکے اُس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔

جناب امام راشد صاحب!اب سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کی پہچان لوگوں نے اُسکے کارناموں کی بدولت ہی کرنی تھی تو پھر خواب دیکھنے کے بعد خلیفہ صاحب نے ۱۹۴۴ء میں دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا تھا؟ یہ سب متضاد باتیں بتارہی ہیں کہ خلیفہ ثانی کو اس پیشگوئی کا بہت خوف تھا اور وہ''نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری''کے محاورے کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا یہ خوف دور کرنا چاہتے تھے۔۔۔فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔

یاد رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

''اے فخر رسل قرب تو معلومم شد ۔ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ''

اے رسولوں کے فخر تیرا خدا کے نزدیک مقام قرب مجھے معلوم ہوگیا ہے تو دیر سے آیا ہے(اور)دور کے راستہ سے آیا ہے۔(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۹۱)

عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس مصلح موعود کو رسولوں کے فخر کا خطاب دے رہا ہے اور خلیفہ ثانی صاحب فرمارہے ہیں کہ اس موعود کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔لوگ اُسکے کارناموں کی وجہ سے اُسے پہچانیں گے۔عجیب تضاد ہے خلیفہ ثانی کی اپنی باتوں میں۔لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس مصلح موعود نے اپنے وقت پر کھڑا ہونا ہے۔جب اللہ تعالیٰ اس موعود کو اپنی جناب سے اُسے پیشگوئی کے مصداق ہونے کا قطعی علم اور قطعی ثبوت دیدے گا تو پھر وہ مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرکے لوگوں کو اپنے مقابلہ پر بلائے گا۔لیکن لوگ لاجواب ہوکر اسکے مقابلہ پر نہیں آئیں گے۔اور اس طرح حضور علیہ السلام کی ایک اور پیشگوئی اُسکے وجود میں روز روشن کی طرح پوری ہوجائے گی۔''اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کردینگے۔''(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

خلیفہ ثانی صاحب ۷۔جولائی ۱۹۳۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۴)''اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہورہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہورہے ہوں۔۔۔۔تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعود نہیں دنیا اُسکی بات پر کان نہیں دھرے گی۔''(الفضل مورخہ ۲۔اگست ۱۹۳۹ء)

جناب امام راشد صاحب!خلیفہ ثانی کو اگر پیشگوئی مصلح موعود میں دلچسپی نہیں تھی تو پھر دعویٰ سے پہلے آپ ایسی بہکی بہکی باتیں کیوں کرتے رہے۔؟ آپکی یہ باتیں غمازی کررہی ہیں کہ آپ کو اس پیشگوئی میں بہت دلچسپی تھی اور آپ ۱۹۴۴ء سے پہلے یعنی جولائی ۱۹۳۹ء میں ہی مصلح موعود بنے ہوئے تھے۔بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں اور اس میں قطعاً کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ خلیفہ ثانی خلافت کی گدی پر براجمان ہوتے ہی مصلح موعود بن بیٹھے تھے۔جنوری ۱۹۴۴ء میں خواب وغیرہ کا دیکھنا تو افراد جماعت کو دھوکہ دینے کیلئے محض ایک فریب تھا۔

ایک اور جگہ پر آپ فرماتے ہیں۔

(۵)''پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔اگر میں ہوں تو الحمد للہ۔دعویٰ سے فائدہ نہیں۔اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہوگیا۔''(تاریخ احمدیت جلد نہم(۹)صفحہ ۴۸۷)

جناب امام راشد صاحب! خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی صاحب کو اپنی طرف ہمہ وقت متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اِسکے متعلق ہمیشہ غور وفکر کرتے رہتے تھے۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اگر اِس اِلہامی پیشگوئی کا کوئی اور مصداق ہوا تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی لیکن بالآخر اُنہوں نے یہ غلطی ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ کر کے کر ڈالی۔

جناب امام راشد صاحب! خاکسار خلیفہ ثانی کے خواب کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے بتانا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت ساری غیب کی باتیں سچی خوابوں کے ذریعے اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے لیکن اِسکے باوجود یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ہر خواب رحمانی نہیں ہوا کرتی۔ خوابوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔

’’تین قسم کی خوابیں ہوتی ہیں۔ ایک نفسانی، ایک شیطانی اور ایک رحمانی۔ نفسانی جیسے بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔ شیطانی وہ جس میں ڈر و دہشت ہو۔ رحمانی خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہوتی ہے اور اس کا ثبوت صرف تجربہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

خلیفہ ثانی کا خواب۔’’میں نے دیکھا کہ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز (Trenches) ہیں۔ بہرحال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جنکے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں۔ یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں۔ برسر پیکار ہے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اسکا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہرحال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے۔ جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے۔ اس وقت میں رؤیا میں صرف یہی نہیں۔ کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں۔ اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کیساتھ دوڑ رہا ہوں۔ اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کیلئے دوڑتے آ رہے ہیں مگر شائد ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رؤیا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے یہانتک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے۔ رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دوڑے گا۔ اور پھر فلاں جگہ جائیگا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کرونگا۔ اور اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہونگے۔ اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پگ ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پگ ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں۔ کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس راستہ پر جانا چاہیے۔ اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے۔ اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں۔ جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس وقت میں دیکھتا ہوں۔ کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور مجھے آواز دیکر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں۔ دوسری سڑک پر جائیں۔ اور میں اسکے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے۔ انتہائی دائیں طرف ہے۔ اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا۔ وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔ اسلئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں۔ اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پگ ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں، اس طرف۔ مگر میں اپنے آپکو بالکل بےبس پاتا ہوں۔ اور درمیانی پگ ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔ جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے۔ جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔ اور میں کہتا ہوں۔ میں اسی راستہ پر آ گیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت رؤیا میں میں اسکی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پگ ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اسکا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں

اور تدبیریں ہیں اور دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہونگی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہونگی۔ اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو امۃً وسطاً قرار دیا ہے۔ اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی۔ اور چھوٹی پگ ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ درمیانی راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔

غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا۔ اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اسکے آنیکا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں۔ اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئیگا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔ وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بیے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے بیے کے گھونسلے سے سفیدی، زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں۔ اور انکے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو انکو چلا رہے ہیں۔

خواب میں میں سمجھتا ہوں۔ یہ بت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں، انکے بت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جارہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کیلئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں۔ اور بڑے زور سے تقریر کررہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔ مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو انکی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح انکے سامنے عربی میں تقریر کررہا ہوں۔ اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بت اس پانی میں غرق کیے جائیں گے۔ اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کرہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نما بت والا جس پر میں سوار ہوں یا اسکے ساتھ کے بت والا بت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے۔ اور موحد ہو گیا ہے۔ اسکے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ تو میں انکو حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا۔ پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں۔ اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کران کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اسکے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے۔

مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی۔ ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اسلئے میں نے انکو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ میں انکو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تا کہ وہ لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یک دم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جارہی ہیں جیسے خطبہ اِلہامیہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالبًا سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غالبًا کا لفظ میں نے اسلئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے بااثر اور مفید وجود تھا۔ بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور میں نے اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اسکو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ میں اب آگے جاؤں گا۔ اسلئے اے عبدالشکور تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آ کر تجھ سے حساب لوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کیلئے مقرر کیا ہے۔

ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اسکے بعد وہی اِلہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اسکے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں۔ اور اسکے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپکی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود اِلہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں۔" اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ" اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور آپؑ فرماتے ہیں۔'' اَنَا الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ '' اسکے بعد میں انکو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ ہے۔" وَ اَنَا الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِيْلُهٗ وَ خَلِيْفَتُهٗ" اور میں بھی مسیح موعود ہوں۔ یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔

تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اسکے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِيْلُهٗ میں اس کا نظیر ہوں۔ وَ خَلِيْفَتُهٗ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اِلہام کہ وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کیلئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعودؑ ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اسکے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جسکے ظہور کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں ''میں وہ ہوں جس کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں اِس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں'' تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نو ہیں۔ جنکے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتی ہیں اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کیلئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں اور کہتی ہیں'' ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سو سال سے آپکا انتظار کر رہی تھیں'' اِسکے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُسکی دونوں چھاتیوں سے دودھ کیساتھ پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا۔ تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کرکے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جسکو وہ تبلیغ کریگا اور وہ اسکی تبلیغ سے متأثر ہو کر مسلمان ہو جائیگی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا۔ اس قوم سے مطالبہ کریگی کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دیگی اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم انکو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اسکے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا۔ بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز انکو تمہارے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے تب میں کہتا ہوں۔ دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ اسکے بعد میں پھر انکو ہدایتیں دیکر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دیکر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کرکے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے میں اس شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور میں دیکھوں گا۔ کہ تیری قوم شرک کو چھوڑ چکی ہے۔ موحد ہو چکی ہے۔ اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے۔'' (الموعود بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحات ۵۵۲ تا ۵۵۹)

خوابِ دیکھنے کے بعد کے بیانات۔ خلیفہ ثانی صاحب ۵۔ ۶۔ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات خواب دیکھنے کے بعد ۲۸۔ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۶)''لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپکی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کرلوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

جناب امام راشد صاحب! خاکسار نے خواب دیکھنے سے پہلے خلیفہ ثانی کے جو بیانات درج کیے ہیں اُن سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد جس نفس سے بچنے کی خلیفہ ثانی صاحب بات کر رہے ہیں وہ نفس تو اُن پر خلیفہ بننے کے بعد مکمل طور پر غلبہ پا چکا تھا اور اُن میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا مواد لوگوں کے آگے رکھ دیا تا کہ اُنہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔ اسی خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

(۷)''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

جون ۱۹۳۷ء میں خلیفہ ثانی صاحب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو خط میں فرماتے ہیں کہ ''جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں''۔ جنوری ۱۹۴۴ء میں خواب دیکھنے کے بعد دعویٰ کرتے وقت خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' جناب امام راشد صاحب۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اِن دو متضاد بیانات میں سے کونسا سچا ہے اور کونسا جھوٹا۔؟

خلیفہ ثانی کے بیانات کے پس پردہ اُنکی مخفی خواہش۔ جناب امام راشد صاحب! خلیفہ ثانی کے متذکرہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود ہوش سنبھالتے ہی آپ کے اعصاب پر سوار تھی۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد ۱۹۴۴ء تک جماعتی خدمات اس رنگ میں سرانجام دیتے رہے تا کہ بعد ازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر لوگ اُنہیں اِنکے دعوے کے بغیر ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیں۔ اور عجیب بات ہے کہ جب شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' جناب امام راشد صاحب۔ خلیفہ صاحب کے اِن تمام بیانات کو یکجائی طور پر دیکھ کر آپ خود اندازہ کر لیں کہ خلیفہ ثانی کے بیانات میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی اُنکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کی چغلی کھا رہا ہے۔ دعویٰ مصلح موعود سے پہلے جس اِنسان کے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ایسے وِچار ہوں تو پھر ایسے اِنسان کا مندرجہ بالا خواب (بلی کو چھیچھڑوں کے خواب) کی طرح کا کوئی خواب دیکھ لینا نہ صرف ممکن ہے بلکہ وہ ایسا خواب ضرور دیکھے گا ۔ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

خلیفہ ثانی کے خواب کی حقیقت۔ جناب امام راشد صاحب۔ خلیفہ ثانی صاحب کی متذکرہ بالا خواب میں یا بقول اُنکے جو اُنہیں اِلہام ہوا تھا اس میں اس بات کا کوئی ایسا اِشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا جس سے یہ قطعی طور پر ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں خواب بین کو موعود زکی غلام بنایا ہے۔ یا کم از کم خواب میں خواب بین کا کوئی ایسا فعل ظاہر نہیں ہوا جس سے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے خواب بین کو محض اپنے فضل سے یا حضورؑ کی دعا کے نتیجہ میں بطور خاص موعود غلام کی بنیادی صفت ''زکی'' کے مطابق پاک اور نیک بنایا ہے۔ طویل خواب کا مطالعہ کرنے سے یہ ایک بے مقصد اور مہمل سی خواب لگتی ہے اور پھر خواب سے پہلے اور خواب کے بعد خلیفہ ثانی کے بیانات کا جائزہ لینے کے بعد قاری کو خواب کے نفسانی ہونے کا صرف شبہ ہی نہیں بلکہ اس کا قطعی یقین بھی ہو جاتا ہے۔

جھوٹے ملہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔ جناب امام راشد صاحب۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔

''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِo لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِo ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَo فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَo'' (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

اِن آیاتِ اِلٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی اِلہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جناب امام راشد صاحب! واضح رہے کہ صادقوں کو مخالفین اور کفار اَیذ ئیتیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔ لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔ جھوٹے مدعی اِلہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتری ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے یہ سزا مقرر کر چھوڑی ہے اور اِس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مَفَر نہیں۔ اب قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات سے یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ خلیفہ ثانی نے حلف اُٹھا کر جو دعویٰ مصلح موعود کیا تھا وہ دعویٰ قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا خلیفہ ثانی مفتری علیٰ اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کی زد میں آئے تھے یا کہ نہیں۔؟ خاکسار یہاں عرض کرتا ہے کہ متذکرہ بالا قطع وتین کا یہ قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ خلیفہ ثانی کی ذات میں پورا ہوا اور تاریخ احمدیت میں یہ ایک ایسا منفرد واقعہ ہے جس سے کسی احمدی کیلئے اِنکار ممکن نہیں۔ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے دس سال بعد یعنی دس (۱۰) مارچ ۱۹۵۴ء کے دن آیاتِ مذکورہ بالا کی وعید جس طرح پوری ہوئی اُسکی تفصیل جناب کے والد محترم مولوی ابُو العطاء صاحب جالندھری مدیر ''الفرقان'' کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ۔ ''مورخہ ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر ہمارے امام ہمام حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ واپس تشریف لے جارہے تھے کہ محراب کے دروازہ پر اچانک ایک اجنبی نوجوان (مُسَمّٰی عبدالحمید ولد منصب دار قوم جٹ چک نمبر ۲۲۰ ج والا تھانہ صدر لائلپور (فیصل آباد) سابقہ وطن تھانہ کرتار پور تحصیل و ضلع جالندھر) نے پیچھے سے جھپٹ کر آپ پر چاقو سے حملہ کردیا۔ چاقو کا یہ وار حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کی گردن پر شہ رگ کے قریب دائیں طرف پڑا جس سے گہرا گھاؤ پڑ گیا۔ (دراصل چاقو کا یہ وار گردن پر شہ رگ کے قریب نہیں پڑا تھا بلکہ اس سے شہ رگ قطع ہوگئی تھی۔ اِسکی تفصیل آگے آئے گی۔ ناقل) حملہ آور نے دوسرا وار بھی کیا مگر محمد اقبال صاحب محافظ کے درمیان میں آجانے کے باعث اِس مرتبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی بجائے چاقو اُسے جالگا اور وہ زخمی ہوگیا۔ نمازیوں نے حملہ آور کو پکڑنے کی کوشش کی اور کافی جدوجہد کے بعد اُسے قابو میں لایا گیا اور اس کوشش میں بعض دوسرے بھی زخمی ہوئے۔۔۔۔ حضرت امام جماعت احمدیہ زخم لگنے کے فوراً بعد بہتے خون کیساتھ چند احباب کے سہارے سے اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ خون کو ہاتھ سے روکنے کی پوری کوشش کے باوجود تمام راستہ میں اور سیڑھیوں پر خون مسلسل بہتا گیا، جس سے حضور کے تمام کپڑے، کوٹ، مفلر، سویٹر، قمیض، دو بنیانیں اور شلوار خون سے تر بہ تر ہوگئے۔ حضور کیساتھ چلنے والے بعض خدام کے کپڑوں پر بھی مظلوم امام کے مقدس خون کے قطرات گرے (خاکسار اُبو العطا کے کوٹ، پاجامہ اور پگڑی پر بھی اس پاک خون کے قطرات پڑے ہیں) مکان پر پہنچ کر اِبتدائی مرہم پٹی جناب ڈاکٹر صاحبزادہ منور احمد صاحب ایم بی بی ایس اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کی۔ اور زخم کو صاف کر کے اور ٹانکے لگا کر سی دیا۔ اِبتداء میں یہ خیال تھا کہ زخم پون انچ گہرا اور تین انچ چوڑا ہے۔ لیکن جب رات کو لاہور سے مشہور سرجن جناب ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب تشریف لائے اور اُنہوں نے زخم کی حالت دیکھ کر ضروری سمجھا کہ ٹانکے کھول کر پوری طرح مُعائنہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ زخم بہت زیادہ خطرناک اور سوا دو انچ گہرا اور شاہ رگ کے بالکل قریب تک پہنچا ہوا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی خداداد مہارت سے کام لے کر قریباً سوا گھنٹہ لگا کر زخم کا آپریشن کیا اور اندر کی شریانوں کا منہ بند کر کے باہر ٹانکے لگا دیئے۔۔۔۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۱۷ صفحات ۲۳۰ تا ۲۳۱)

زخم شہ رگ کے قریب تھا یا کہ قطع وتین ہوگئی تھی۔؟ چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہرا تھا لیکن بعد ازاں دھیرے دھیرے یہ زخم وقت کیساتھ جلد مندمل ہوتا گیا۔ زخم کے مندمل ہو جانے کے باوجود خلیفہ صاحب ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔ حملہ کے ایک سال بعد اُنہوں نے اپنا مکمل چیک اَپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں یورپ میں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے اِن کے زخم کا اِنتہائی جدید ایکس ریز کیساتھ تفصیلی معائنہ کیا۔ جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کتاب کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:۔

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich,Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions,etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it.The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking."(Ahmadiyyat,*the renaissance of Islam*-page No 332 / Tabshir Publications/1978)

''تینوں بڑے شہروں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے ماہر سرجنوں کی ایکس ریز کے ذریعے اُن کا معائنہ کرنے کے بعد متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں دھنس گئی ہے۔ ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک شہ رگ سے نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے'' ۔ لہٰذا اُنہوں نے شہ رگ میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہیں نکالی۔ بعد ازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحت گرتی گئی۔ فالج بھی ہوگیا۔ شہ رگ پر حملے کے گیارہ سال آٹھ ماہ تکلیف میں گزار کر بالآخر ۸۔ نومبر ۱۹۶۵ء کو وہ فوت ہوگئے۔ آگے جانے سے پہلے رسالہ اربعین ہی سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک اور اِرشاد یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''اور قرآن شریف میں صدہا جگہ اِس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اِسی دنیا میں اِس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔'' (اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعی اِلہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پاسکتا۔ اِسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اِسے سزا بھی دیتا ہے۔ اگر کوئی قادیانی احمدی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اِس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے۔؟ تو جواباً عرض ہے (اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کردے تو اِس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے

جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہوسکتی۔ وہ اِس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اِس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تیئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تا کہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔ (ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اس حملہ کے فوراً بعد اگر ہلاک ہوجاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شہ رگ قطع کردی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت سے پردہ اُٹھانے کیلئے خلیفہ ثانی کو موقعہ پر مرنے سے بچا کر اُنکے طبی معائنوں کے ذریعے قطع وتین کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھا دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔

جناب عطاء المجیب راشد صاحب! ۔۔۔ آپ سے سوال ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اُنکے شامل حال کیوں نہ ہوئی اور کیوں جھوٹے ملہم کے متعلق قطع وتین کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلّی کیساتھ اُس کی ذات میں پورا ہوا۔۔۔؟؟؟؟؟؟

خلیفہ ثانی صاحب کا انجام ۔ اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اُسکی شہ رگ قطع ہوگئی۔ بعد ازاں وہ مفلوج ہوکر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اَپاہج ہوکر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔ بطور یاددہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ مؤقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(I) ''مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی امداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔'' (الفضل ۱۲۔ اپریل ۱۹۵۵)

(II) ''۲۶۔ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہوگیا۔ دماغ کا عمل معطل ہوگیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔'' (الفضل ۲۶۔ اپریل ۱۹۵۵)

(III) میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔ اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔'' (۲۶۔ اپریل ۱۹۵۵ء)

اب خلاصۃً عرض کرتا ہوں کہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ مبشر الہامات کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی نرینہ اولاد کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ویسے ہی باہر کردیا تھا اور سنت اللہ کے مطابق حضورؑ کا کوئی بھی لڑکا مصلح موعود نہیں ہوسکتا۔ (۱) خلیفہ ثانی صاحب نے دسمبر ۱۹۴۴ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۲) ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کو بوقت پونے چار بجے اُسکی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۳) یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شہ رگ میں دھنسی ہوئی ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۴) قطع وتین یعنی شہ رگ کے کٹنے کے نتیجے میں وہ مفلوج ہوگئے تھے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۵) قریباً دس سال تک بستر مرگ پر اَپاہج ہوکر لیٹے رہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۶) مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اِس طرح مرزا محمود احمد کے بدانجام نے اُسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ (۷) خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کے بارے میں ایک اور اہم ثبوت کے ضمن میں عرض ہے کہ خلیفہ صاحب کے بقول آپ کو ۱۹۴۲ء میں آپکے خوش کن اور بہترین انجام کے سلسلہ میں ایک اِلہام ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا؛۔ مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتٌ حَسَنٌ فِیْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۵)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے اِلہام کے مطابق کیا آپ کا انجام خوش کن اور بہترین انجام ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ جو ہر بات پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے نے خلیفہ ثانی کو خوش کن اور بہترین انجام کی بجائے بدانجام سے دوچار کرکے کیا اُنکے اِلہاموں کی حقیقت واضح نہیں کردی؟ اور اس طرح جب خلیفہ ثانی صاحب کا اپنے انجام کے متعلق اِلہام نفسانی ثابت ہوگیا تو پھر آپکی خواب اور اس میں جو آپ کو اِلہام ہوا تھا اُس کا کیا اعتبار ہے۔؟؟؟ ۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

بشیر ثانی یعنی بشیر الدین محمود احمد کا پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق ۔ جناب امام صاحب! جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کرچکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی دو (۲) پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ یعنی (۱) ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور دوسرا (۲) ''زکی غلام''۔ اس اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں حضورؑ کے ایک جسمانی لڑکے کی پیشگوئی

بطور فرع (شاخ) شامل تھی مثلاً ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں وعدہ فرمایا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔ پیشگوئی مصلح موعود کے اس حصے کا مصداق (اولاً) حضورؑ کا پہلا لڑکا بشیر احمد اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر حضورؑ کو اِسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو بشیر ثانی یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش ہوئی۔ حضورؑ نے بطور تفاؤل اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کا ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ حصہ بطور مثیل بشیر الدین محمود احمد کی طرف منتقل ہو گیا۔ خاکسار ان تمام حقائق کی پہلے وضاحت کر چکا ہے۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے مصلح موعود کا دعویٰ کر کے (اِلہامی پیشگوئی کے ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے حصہ سے تجاوز کر کے) مین (main) پیشگوئی مصلح موعود پر عملاً قبضہ کر لیا۔ خاکسار نے اپنی کتاب (غلام مسیح الزماں) کے پہلے حصے ''اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ'' کے دوسرے باب جس کا عنوان غلام مسیح الزماں ہے میں کامل طور پر ثابت کیا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل بشیر احمد اوّل تھے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مثیل بشیر احمد اوّل یعنی وجیہہ اور پاک لڑکا تک محدود رکھتے تو وہ ''ولوتقول علینا'' کی گرفت میں ہرگز نہ آتے اور نہ ہی جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق فساد پیدا ہوتا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر اُنہوں نے ایسا نہ کیا تو اُن کا ہزار سالہ خاندانی مذہبی حکومت کا خواب پورا نہیں ہوگا۔ لہٰذا میرے خیال میں اُنہوں نے جان بوجھ کر مصلح موعود (زکی غلام) کا دعویٰ کر کے اس اِلہامی پیشگوئی پر قبضہ جمایا اور یہی جرم اُنکی سزا کا موجب بنا۔

جناب امام راشد صاحب۔ ہوسکتا ہے باقی لوگوں کی طرح آپکے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہو کہ اگر مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود غلط تھا اور اُس نے اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جرم کیا تھا تو اُس نے بہت سارے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور جماعت کو جو ترقی دی تھی۔ اِس مجرم کے ہاتھوں یہ کارنامے کیسے سرانجام پا گئے۔؟ جواباً عرض ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد میں بطور موعود وجیہہ اور پاک لڑکا وہ صلاحیتیں موجود تھیں جن کی وجہ سے اُنکی طویل قیادت کے دوران جماعت نے خاطر خواہ ترقی کی تھی۔ ثانیاً۔ اُنکے طویل دورِ خلافت میں جو جماعت احمدیہ کو ترقیاں نصیب ہوئی تھیں یہ ترقیاں افرادِ جماعت کی اجتماعی کاوشوں کا بھی نتیجہ تھیں۔ لیکن جب اُس نے اِن اجتماعی جماعتی کامیابیوں کو بنیاد بنا کر ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تو پھر اُس نے اِس جرم کی سزا بھی پائی۔ جناب امام صاحب۔ خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جو زیادتی کی تھی خاکسار اِسکی وضاحت ایک تمثیل کے رنگ میں کرتا ہے۔ ہم سبھی جانتے ہیں کہ عیسائیوں کا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا بیٹا تھا۔ حالانکہ حضرت مسیح ناصری نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ فرض کریں کہ اگر نعوذ باللہ بشیر الدین محمود احمد کی طرح وہ نبی اور رسول ہونے کیساتھ ساتھ حلفاً یہ دعویٰ بھی کر لیتے کہ وہ ابن اللہ ہیں۔ تمام یہودی اُن کا یہ دعویٰ تسلیم بھی کر لیتے۔ وہ اپنے وقت میں یہودیت کو بہت ترقی بھی دیتے تو پھر کیا وہ اس طرح ابن اللہ بن جاتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اگر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کوئی ایسا دعویٰ کرتے تو اس حالت میں ہم مسلمان قرآن کریم کی روشنی میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ اُن کا نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ تو سچا تھا لیکن اُنہوں نے ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح ابن مریم نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ابن اللہ ہونے کا دعویٰ عیسائیوں نے جھوٹے طور پر اُسکی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب کا معاملہ بالکل اُلٹ ہے۔ اُنہوں نے نہ صرف حلفاً جھوٹا دعویٰ کیا بلکہ جبراً افرادِ جماعت سے اپنے دعوے کو منوایا بھی ہے۔

جناب امام راشد صاحب! یہ بات یاد رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادی نہیں جتنی کہ یہ سمجھ لی گئی تھی۔ جب آنحضور ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اِس میں یہود و نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔ اور جو پیشگوئی آپ ﷺ نے اپنے روحانی فرزند (حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اس میں بھی مسلمانوں کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہوسکتی تھی۔؟ میں اللہ تعالیٰ کے بڑے واضح اِنکشافات کی روشنی میں آپ سب سے واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود (زکی غلام) نہیں تھے اور اُن کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا اور غلط فہمی پر مبنی دعویٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے خلاف اُنہیں مصلح موعود بنا ہی نہیں سکتا تھا؟ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے اور ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ہمیں بارہا فرمایا ہے کہ ایسی پیشگوئیاں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ۔ ۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق آپؑ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی زرّیں نصائح

''دراصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیاء علیہ السلام اور دوسرے ملہمین پر ایسے اُمور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اِسرار اِستعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیاء علیہ السلام اِن کو اِسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یا دیکھتے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اِسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اِلہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام اِستعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض اِبتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اِشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اِسرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر اُن کو اِن اسرار کے اِفشاء سے منع کیا جائے۔ بہرحال یہ اُمور نبوت کی شان سے

ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔'' (ایام الصلح (۱۸۹۸ء) / روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۶)

پھر اِن سب باتوں سے بڑھ کر یہ بات کہ خود آنحضور ﷺ نے پیشگوئیوں کے معاملہ میں اجتہادی غلطی کو خارج از امکان قرار نہیں دیا۔ بلکہ خود آپ ﷺ کو بھی اِس قسم کے بشری سہو کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کی ایک مبارک خواب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''قال ابو موسٰی عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم رئیت فی المنام انی أھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ھجرت النبی صلعم و اصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابوموسٰی نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب۔ اب دیکھو آنحضرت ﷺ نے جن کی رؤیا وحی ہے اور جن کا اجتہاد سب اجتہادوں سے اسلم اور اقویٰ اور اصحّ ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔ مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء) / روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحات ۱۶۸۔۱۶۹)

جناب امام راشد صاحب! پیشگوئیوں کے سلسلہ میں حضورؑ مزید فرماتے ہیں:۔

(۱) ''ایسا ہی آپ (ﷺ) نے اُمت کے سمجھانے کے لیے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔ اب کیا یہ تعلیم نبوی کافی نہیں اور کیا یہ تعلیم با آواز بلند نہیں بتلا رہی کہ پیشگوئیوں پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ اور اُن کی اصل حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اُمت محمدیہ میں تفرقہ مت ڈالو اور تقویٰ کا طریق اختیار کرلو۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) / روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۲) ''صوم اور صلوٰۃ کی طرح پیشگوئی کو بھی ایک حقیقت منکشفہ سمجھنا بڑی غلطی اور بڑا بھاری دھوکہ ہے۔ یہ احکام تو وہ ہیں جو آنحضرت ﷺ نے کر کے دکھلا دیئے اور بکلّی اِن کا پردہ اُٹھا دیا۔ مگر کیا اِن پیشگوئیوں کے حق میں بھی آنحضرت ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ یہ من کل الوجوہ مکشوف ہیں اور اِن میں کوئی ایسی حقیقت اور کیفیت مخفی نہیں جو ظہور کے وقت سمجھ آسکے۔ اگر کوئی حدیث صحیح موجود ہے تو کیوں پیش نہیں کی جاتی۔ آپ لوگ ہمارے نبی کریم ﷺ سے زیادہ علم و فراست نہیں رکھتے۔ صحیح بخاری کی حدیث کو دیکھو کہ جب آنحضرت ﷺ کو ایک ابریشم کے ٹکڑے پر حضرت عائشہ صدیقہ کی تصویر دکھائی گئی کہ تیرے نکاح میں آوے گی۔ تو آپ نے ہرگز یہ دعویٰ نہ کیا کہ عائشہ سے درحقیقت عائشہ ہی مراد ہے بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر درحقیقت اس عائشہ کی صورت سے عائشہ ہی مراد ہے تو وہ مل ہی رہے گی۔ ورنہ ممکن ہے کہ عائشہ سے مراد کوئی اور عورت ہو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ابوجہل کے لیے مجھے بہشتی خوشہ انگور دیا گیا مگر اس پیشگوئی کا مصداق عکرمہ (ابوجہل کا لڑکا۔ ناقل) نکلا۔ جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اُسکی کسی شق خاص کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) / روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۳) ''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اِن سب میں ایک قسم کی آزمائش اِرادہ کی گئی ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) / روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۷)

جماعت احمدیہ کا اَلمیہ

جناب امام راشد صاحب۔ جس طرح عالم اسلام میں حضرتِ مسیح ناصری کے زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کے خیال کے متعلق صدیوں تک کسی کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ ہم اِس عقیدہ کو کم از کم قرآنِ مجید کی روشنی میں پرکھ کر تو دیکھیں کہ آیا یہ عقیدہ درست بھی ہے یا کہ نہیں۔؟ بعینہٖ ہمارا جماعتی المیہ بھی یہ رہا ہے کہ ہم سمجھتے رہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک لڑکے کی خبر دی تھی اور اِس سے آگے غور و فکر کرنے کو یا تو ہم نے گناہ سمجھا یا ہمیں گناہ سمجھنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ہم نے زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات پر نہ کبھی غور و فکر کیا اور نہ ہی یہ دیکھنے کی زحمت گوارا کی کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مبشر کلام ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔؟ ہم بشیروں سے باہر نہ نکلے۔ ہم یہ خیال کرتے رہے کہ اگر یہ موعود لڑکا بشیر اوّل نہیں تو پھر ضرور بشیر ثانی ہوگا اور اگر بشیر ثانی نہیں تو پھر ضرور کوئی بشیر ثالث ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا ایسا خیال کرنا قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشنی میں زکی غلام کے متعلق اِلہامی بشارات ہماری یہ راہنمائی فرماتی ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا اور اس طرح آنے والا مصلح موعود دراصل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اُسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ اُدھر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی بننے کے بعد تاک میں بیٹھ گئے اور وہ مصلح موعود بننے کے خبط میں مبتلا تھے۔ اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ موقعہ ملتے ہی ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مزید برآں یہ ظلم کیا کہ دعویٰ کرنے کے بعد کم از کم جماعت احمدیہ قادیان گروپ میں کسی احمدی کو اِس پیشگوئی پر غور و فکر کرنے یا اس پر کوئی سوال

کرنے سے روک دیا گیا۔ عجیب بات ہے کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود ایک ایسا دعویٰ تھا جس کی تکذیب نہ صرف غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات کر رہے ہیں بلکہ قرآن مجید بھی اِسکی تکذیب کرتا ہے۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر کبیر تو لکھتے رہے یا لکھواتے رہے لیکن اُنہیں یہ پتہ نہ چلا کہ زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات نے قرآن کریم کی روشنی میں اُنہیں تو ویسے ہی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا ہے۔

آج جماعت احمدیہ کی روحانی حالت

پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ بھی آج وہیں کھڑی ہوئی ہے جہاں خاتم النبیین اور حیات مسیح کے معاملہ میں غیر احمدی مسلمان کھڑے ہوئے ہیں۔ اِنکی پوزیشنوں اور روحانی حالت میں ذرّہ برابر بھی فرق نہیں ہے۔ ہمیں علم ہے کہ قرآن کریم کی بعض دیگر آیات آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے ختم نبوت کی بجائے اُمتی یا غلام نبوت کا دروازہ کھولتی ہیں۔ اِسی طرح آیت ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْه '' سے پیدا شدہ مغالطہ کو دور کرتے ہوئے بعض دیگر آیات قرآنی حضرت مسیح ابن مریم کو وفات یافتہ قرار دیتی ہیں۔ لیکن ان سب آیات اور حقائق کے باوجود ختم نبوت اور حیات مسیح کے معاملہ میں ہمارے مسلمان بھائیوں کی سوئی آیت خاتم النبیین اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْه کے الفاظ پر اَٹکی ہوئی ہے اور اُنہوں نے اِن محکم آیات قرآنی (جو ختم نبوت اور حیات مسیح ابن مریم ایسے باطل عقائد کی تردید کرتی ہیں) کو پس پشت پھینکا ہوا ہے۔ ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

یہی حالت آج جماعت احمدیہ کی ہے۔ جماعت احمدیہ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے زکی غلام (مصلح موعود) کی پیدائش کے متعلق ملہم نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو اپنے ایک اشتہار میں فرمایا تھا کہ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۳)''

واضح رہے کہ حضورؑ کی ''بموجب وعدہ اِلٰہی'' کے الفاظ سے '' ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں کیا گیا وعدہ اِلٰہی'' مراد ہے نہ کہ نو (۹) سال کے عرصہ کا وعدہ۔ جیسا کہ اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے سے وعدہ فرماتا ہے کہ۔ ''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا'' باقی اس زکی غلام کی پیدائش کے متعلق حضورؑ نے نو (۹) سال کے عرصے کا اجتہاد ظاہر فرمایا تھا۔ اور خاکسار نو (۹) سالہ عرصے کی حقیقت پر پہلے کافی روشنی ڈال چکا ہے۔ یہاں اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے متعلق جو مبشر اِلہامات آپکی وفات تک نازل ہوتے رہے۔ یہ تمام مبشر اِلہامات اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں نہ کہ آپکے اجتہادی خیالات۔ یہ مبشر اِلہامات دراصل زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کا تعین کرتے ہیں اور اِن مبشر اِلہامات کے مطابق مصلح موعود کی پیدائش ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہوگی۔ لیکن ختم نبوت اور حیات مسیح کے معاملہ میں غیر احمدی مسلمانوں کی طرح علمائے جماعت احمدیہ کی بھی سوئی ''نو (۹) سال کے عرصہ'' پر اَڑی ہوئی ہے اور وہ اُن تمام مبشر اِلہامات جو حضورؑ کی وفات تک آپؑ پر نازل ہوتے رہے اور وہ جو مصلح موعود کی پیدائش کا تعین کرتے ہیں پر غور و فکر کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہیں۔ کیا اب بھی کسی مصلح اور مجدد کی ضرورت نہیں ہے۔؟ فَتَدَبَّرُوْا اَیُّهَا الْعَاقِلُوْن۔

چند اختتامی سوالات

۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کے دن پاکستان میں احمدی مساجد میں دوران عبادت جس طرح دہشت گردوں نے نمازیوں کو گولیوں سے چھلنی کیا یہ مذہبی دہشت گردی کا ایک المناک واقعہ تھا۔ ایسے واقعات کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اس واقعہ کے بعد انگلینڈ کے ایک نجی ٹی وی چینل ''ڈی ایم ڈیجیٹل'' نے دہشت گردی اور فرقہ واریت کے موضوع پر اپنے ٹی وی پر ایک لائف پروگرام نشر کیا تھا۔ اس پروگرام کا موضوع تھا ''پاکستان میں فرقہ واریت کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔؟'' پروگرام کے پیش کرنیوالے (presenter) جناب رانا محمود صاحب تھے۔ اُنہوں نے اس موضوع پر گفتگو کرنے کیلئے تین مہمانوں کو بلایا ہوا تھا۔ ان میں ایک غالباً صحافی چٹھہ صاحب تھے۔ ایک غیر از جماعت عالم چوہدری انور صاحب تھے۔ اور جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں جناب عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن تشریف فرما تھے۔ خاکسار نے اس لائف پروگرام کو سنا تھا اور اِسکی ریکارڈنگ بھی میرے پاس موجود ہے۔ اِس نشت میں شرکائے مجلس کے درمیان جو علمی گفتگو ہوئی اِس کے حوالہ سے خاکسار چند سوالات جناب امام راشد صاحب سے پوچھنا چاہتا ہے۔

(ا) اِس نشت کا موضوع تو تھا ''پاکستان میں فرقہ واریت کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔؟'' لیکن امام صاحب نے موقع ملتے ہی ختم نبوت کے عقیدے کی تردید کیلئے قرآن کریم کی آیات پیش کرنی شروع کر دیں۔ یہاں اُنہوں نے اپنے مؤقف کے حق میں یعنی اجرائے نبوت کے اثبات کیلئے حضرت بانئے جماعت کی کوئی تحریر پیش نہ کی جیسے کہ وہ جماعت احمدیہ میں مصلح موعود یعنی زکی غلام کی پیدائش کے سلسلہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کا نو (۹) سالہ مدت کا ایک اجتہادی بیان پیش کرتے ہیں۔ بلکہ اُنہوں نے اپنے مؤقف کی تائید

میں قرآن کریم کی سوۃ النساء کی آیت نمبر ۷۰ پیش کی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَمَن يُطِعِ اللّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيقاً ۔(النساء۔۷۰)اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی اَنبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

جناب امام راشد صاحب۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر ہم مومنوں کو کسی دینی تنازعہ کے حل کیلئے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے فیصلہ لینے کا حکم دیا ہے۔وہ فرماتا ہے۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً (النساء۔۶۰) اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔

جناب امام راشد صاحب۔آپ نے اس مجلس میں نبوت کے اجراء کیلئے حضرت بانئے جماعت کی کوئی تحریر پیش کرنے کی بجائے قرآنی حکم کی پیروی کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیت پیش کی تھی۔اِسی طرح حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کیلئے بھی ہم حضرت بانئے جماعت کی کسی تحریر کا سہارا نہیں لیتے بلکہ بطور دلیل اور ثبوت قرآن کریم کی آیات پیش کرتے ہیں۔امر واقع یہ ہے کہ اِجرائے نبوت یا وفات مسیح ابن مریم کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو قرآن کریم کی بعض آیات کا علم دیا اور یہی وہ روحانی اسلحہ تھا جس کے ذریعہ آپؑ نے خود بھی اور ازاں بعد آپکے پیر کاروں نے بھی ختم نبوت اور حیات مسیح ایسے باطل عقائد کو بخوبی جھٹلایا ہے۔اسی مجلس میں دوران گفتگو کسی احمدی خاتون کا فون بھی آیا اور اُس نے بھی یہی کہا کہ ہمیں کسی بھی دینی جھگڑے کے فیصلہ کرنے کیلئے قرآن کریم اور سنت اور اجتہاد سے کام لینے کی نصیحت کی گئی ہے۔

جناب امام صاحب۔خاکسار آپ سے سوال کرتا ہے کہ جب آپ بخوبی جانتے ہیں اور علم رکھتے ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی طریقہ کار تھا کہ آپ کسی بھی دینی نزاع کے سلسلہ میں قرآن کریم کے فیصلہ کو ہی ناطق سمجھتے تھے۔پھر آپ کو یہ بھی علم ہے کہ جماعت احمدیہ میں ختم نبوت اور حیات مسیح کی طرح پیشگوئی مصلح موعود (غلام مسیح الزماں) بھی ایک متنازعہ معاملہ ہے۔علمائے جماعت احمدیہ اس عظیم الشان اِلہامی پیشگوئی کے قضیہ کو حل کرنے کیلئے قرآن کریم اور زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کو نہ صرف بھول جاتے ہیں بلکہ اِنہیں پس پشت پھینک دیتے ہیں۔امام صاحب۔جب قرآن کریم نے حضرت مرزا صاحب کے اُمتی نبی ہونے کے دعویٰ کو سچا قرار دیا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو وفات یافتہ قرار دیا ہے تو پھر پیشگوئی مصلح موعود کے قضیہ کو حل کرنے کیلئے آپ صرف اور صرف نو (۹) سالہ معیاد کی رَٹ کیوں لگاتے ہیں۔؟ اِس ضمن میں قرآن کریم اور غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات پر آپ بھروسہ کیوں نہیں کرتے۔؟ آپ کا رویہ صاف چغلی کھا رہا ہے۔ ؎ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔؟؟؟؟

(۲) جناب امام راشد صاحب۔آپ نے دوران گفتگو فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے کہا تھا کہ پاکستان میں ہر جگہ مولوی حضرات احمدیوں کو واجب القتل قرار دینے کے جگہ جگہ فتوے دیتے پھر رہے ہیں اور ہر گلی میں احمدی مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں کے بورڈ آویزاں ہیں۔آپ نے فرمایا تھا کہ مولویوں کا یہی پروپگینڈا (propaganda) قتل وغارت اور دنگا اور فساد کا موجب بنتا ہے۔حکومت مولویوں کو اس سے منع کیوں نہیں کرتی۔؟ جناب امام صاحب۔جماعت احمدیہ میں بھی اختلاف رائے رکھنے والے احمدیوں کیساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔اُنہیں بھی جماعت سے خارج کیا جاتا ہے۔اُن کا سماجی بائیکاٹ بھی ہوتا ہے۔اور پھر جمعہ کے دن اکثر ایسے اعلان ہوتے ہیں کہ احباب جماعت مخرج کی بری صحبت سے پرہیز کریں۔اور جماعتی رسائل اور جرائد میں بھی اکثر ایسے ہی اعلان چھاپے جاتے ہیں۔اور جب کوئی کمزور احمدی ان ظالمانہ جماعتی سزاؤں کو برداشت نہیں کرسکتا اور وہ بےقصور ہوتے ہوئے معافی مانگ لیتا ہے تو پھر وہ فوراً نہ صرف نیک بن جاتا ہے بلکہ اُسکی بری صحبت بھی نیک ہوجاتی ہے۔مثلاً۔جناب خلیفہ مسرور احمد صاحب ہمبرگ میں اپنے خطبہ ۲ستمبر ۲۰۰۵ء میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

''جماعت کی تعزیر جو ایک معاشرتی دباؤ کیلئے دی جاتی ہے، اس کو اہمیت نہ دیتے ہوئے چاہے ایک دفعہ ہی سہی اگر کسی ایسے سزا یافتہ شخص کیساتھ بیٹھتے ہیں جس کی تعزیر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان حال سے یہ پیغام دے رہے ہوتے ہیں کہ سزا تو ہے لیکن کوئی حرج نہیں، ہمارے تمہارے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے تعلقات قائم ہیں۔سوائے بیوی بچوں یا ماں باپ کے۔اِنکے تعلقات بھی اس لیے ہوں کہ سزا یافتہ کو سمجھانا ہے۔اور قریبی ہونے کی وجہ سے ان میں درد زیادہ ہوتا ہے اس لیے ایک درد سے سمجھانا ہے۔اِن کیلئے دعائیں کرنی ہیں۔اسکے علاوہ اگر کوئی شخص کسی جماعتی تعزیر یافتہ سے تعلق رکھتا ہے تو میرے نزدیک اسے نظام جماعت کا کوئی احساس نہیں ہے۔اور خاص طور پر عہدیداران کو یہ خاص احتیاط کرنی چاہیے۔''

جناب امام راشد صاحب۔جماعت احمدیہ میں یہ سزائیں جاری کرنیوالا خود خلیفہ ثانی تھا۔ایک اسلامی مملکت میں کسی شرعی جرم کی سزا تو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہوئی ہے۔وہ تو مجرم کو ضرور ملنی چاہیے لیکن فروعی دینی اختلافی امور میں احمدیوں پر غیر انسانی اور غیر اسلامی سزائیں نافذ کرنا کہاں کا اسلام ہے اور وہ بھی حقیقی اسلام کے نام پر؟ جماعت احمدیہ میں

ایک طرف یہ نعرہ لگایا جاتا ہے کہ ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' اور دوسری طرف ادنیٰ ادنیٰ فروعی اختلاف کی بنیاد پر احمدیوں کو اخراج اور مقاطعہ ایسی کڑی سزائیں دی جاتی ہیں کہ الاماں ۔ ہوسکتا ہے مسرور احمد کی طرح آپ بھی یہ کہیں کہ یہ سزائیں تو اصلاح کیلئے دی جاتی ہیں ۔ میرے محترم غیر احمدی مسلمان بھی یہ سزائیں احمدیوں کو اپنے زعم میں اصلاح کیلئے ہی دیتے ہیں ۔ اُنہوں نے ایسی سزاؤں کے طریقے جماعت احمدیہ سے ہی سیکھے ہیں ۔ اگر غیر احمدی مسلمانوں کی یہ سزائیں غیر انسانی اور غیر اسلامی ہیں اور انہیں بند ہونا چاہیے تو پھر جماعت احمدیہ میں فروعی دینی اختلاف کی بنا پر جو سزائیں دی جاتی ہیں ان سزاؤں کا کیا جواز ہے ۔؟؟؟

(۳) جناب امام راشد صاحب ۔ آپ جانتے ہیں کہ دینی اختلافی امور میں کسی پارلیمنٹ یا کسی صاحب امر کو کسی کے متعلق فیصلہ دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے ۔ اِسی طرح کسی دینی جماعت کے خلیفہ کو بھی کسی دینی اختلاف میں کوئی فیصلہ جاری کرنے کا حق نہیں ہے ۔ اور یہ بھی درست ہے کہ کسی حکومت کو حقائق کے خلاف یک طرفہ طور پر کسی خاص فرقہ کے خلاف مخالف فرقوں کو منفی پروپیگنڈا (propaganda) کرنے کی کھلے عام اجازت نہیں دی جانی چاہیے ۔ آپ نے شرکائے مجلس اور بطور خاص جناب چوہدری انور صاحب کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ اگر پاکستان کی پارلیمنٹ نے ہمارے غیر مسلم ہونے کا فیصلہ درست کیا تھا تو اُسے چاہیے کہ اس فیصلہ کی کھلے عام اشاعت کردیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے ۔ لیکن چوہدری صاحب نے آپ کو اس کا کوئی جواب دینے کی بجائے فقط ایک شعر پڑھنے پر اکتفا کیا ۔ اُنہوں نے کہا ۔۔۔ ؎

نہ چھیڑ اے ہم نشیں اب زندگی کے مایوس نغموں کو کہ اب بربط کے تاروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے

اس شعر میں چوہدری صاحب نے آپ کو جو پیغام دیا تھا آپ سمجھ گئے ہونگے ۔ اُن کا پیغام یہی تھا کہ ہم پہلے آپ سے علمی مناظرے کرتے رہے ہیں ۔ لیکن اِن میں نہ ہم کامیاب ہوئے اور نہ ہی ہوسکتے تھے ۔ اب ہم نے تمہارے ہی طور طریقوں سے ایک طریقہ اپنا کر تمہارا نوے (۹۰) سالہ مسئلہ حل کردیا ہے ۔ بحث و مباحثہ کا یہ باب اب بند ہوچکا ہے اور اپنی دکھتی رگوں کو اب نہ چھیڑو ۔

جناب امام راشد صاحب ۔ کسی مخالف کے غلط اور منفی طرز عمل کا شکوہ تو تب بجا ہے جب ہمارا اپنا طرز عمل درست اور اسلامی ہو ۔ ایسے سب منفی اور غیر اسلامی حربے تو خود جماعت احمدیہ میں اختلافی نقطہ نظر کے حامل احمدیوں کیساتھ نہ صرف روا رکھے جاتے ہیں بلکہ انہیں جائز بھی سمجھا جاتا ہے ۔ دوسروں کی بجائے خاکسار اپنی مثال پیش کرتا ہے ۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں قرآن کریم اور زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں خاکسار نے اپنا مدلل نقطہ نظر اپریل ۱۹۹۳ء میں بڑے ادب کیساتھ خلیفہ رابع صاحب کے آگے رکھا تھا ۔ خلیفہ صاحب کا فرض منصبی تھا کہ وہ میرے اُٹھائے ہوئے سوالوں کا جواب دیتے یا اگر میں اُنکی نظر میں کسی غلط فہمی میں مبتلا تھا تو وہ کلام اللہ کی روشنی میں مجھے سمجھاتے ۔ خلیفہ صاحب کی یہ ذمہ داری تھی اور تقویٰ کا بھی یہ تقاضا تھا کہ وہ میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کو خوب کھول کر افراد جماعت کے آگے رکھ دیتے اور جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس بلا کر اس میں دونوں مدعیوں (خلیفہ ثانی اور خاکسار) کے دعاوی پر کھلا بحث مباحثہ کرواتے اور اس طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجاتا ۔ جناب امام صاحب ۔ آپ مجھے بتائیں کیا خلیفہ رابع صاحب نے ایسا کیا ۔؟ ہرگز نہیں ۔ ایسا کرنے کی بجائے اُنہوں نے بذریعہ خطبات یک طرفہ طور پر مجھے ڈرانے دھمکانے اور افراد جماعت کو گمراہ کرنا شروع کردیا ۔ آج تک موجودہ خلیفہ صاحب بھی میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کو دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور اُن میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ دونوں دعاوی پر علمی بحث و مباحثہ کروائیں ۔ امام صاحب جب آپکے اپنے رویے ہی نہ صرف غیر اسلامی ہیں بلکہ غیر انسانی بھی ہیں تو پھر غیروں سے کیا شکوہ ۔؟؟؟

(۴) آنحضرت ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا ۔ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَالَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ ۔ لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اِسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے ۔ جناب امام راشد صاحب ۔ جماعت احمدیہ کے خلاف اگر مسلمان فرقوں کا رویہ منفی اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے اِسکی وجہ یہ ہو کہ اُنہوں نے مثیل مصطفیٰ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو قبول ہی نہیں فرمایا ۔ اُنکے امام مہدی اور مسیح موعود نے ابھی نزول فرمانا ہے ۔ لیکن ہمارے ایمان کے مطابق تو ایک صدی قبل حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نزول فرما چکے ہیں ۔ اور ہم اُسکی تربیت یافتہ جماعت ہیں ۔ امام صاحب ۔ تو پھر سچائی اور ایمان کے معاملہ میں ہمارے رویے اتنے منفی اور غیر قرآنی کیوں ہیں ۔؟ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو قبول کرنے کے باوجود ہم نے آنحضرت ﷺ کی نصیحت کو کیوں بھلا دیا ۔؟ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کی نصیحت کو پس پشت پھینک کر ہم کیوں نو (۹) سالہ عرصہ کا سہارا لیتے ہیں ۔؟ جلسوں اور جمعہ کے خطبات میں ہم اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کا نام لیتے نہیں تھکتے ۔ کیا یہ سب ہمارا منافقانہ (hypocritical) طرز عمل نہیں جس کا اظہار ہم لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے کرتے ہیں ۔؟؟؟

(۵) زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ''كُلُّ الْفَتْحِ بَعْدَهٗ (۲) مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ یعنی ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اُس وقت حق ظاہر ہوجائے گا اور حق کا غلبہ ہوگا ۔ گویا خدا آسمان سے اُترے گا ۔'' (تذکرہ صفحہ ۵۸۸ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۷ مورخہ ۲۴ ۔ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

جناب امام راشد صاحب۔حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی جس جماعت پر آپ کے نام نہاد قدرت ثانیہ کے مظاہر قبضہ جما کر بیٹھے ہوئے ہیں آج اُس کا کیا یہ حال ہے۔؟ حضرت بانئے جماعت کے مظلوم پیروکاروں کو اِن خود ساختہ خلفاء نے ایک جبری نظام کیساتھ اسیر تو بنا ہی لیا تھا لیکن اس پر بھی اِن کا جی نہ بھرا۔ہم نے حکومتی چسکے اور اسلام آباد کا خواب پورا کرنے کیلئے سیاست میں بھی ٹانگ اڑا دی اور پھر بھٹو ایسے شاطر نے ایک ہی سیاسی جھٹکے کیساتھ ہمیں غیر مسلم قرار دلوا کر نہ صرف مولویوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا بلکہ ہمیں اپنے ہی ملک میں شودر بھی بنا دیا۔آج خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں سمیت جماعت کی اکثریت برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں سیاسی پناہ لے کر بیٹھی ہوئی ہے۔اگر ہمارا موعود مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ نزول فرما چکا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس کا نزول میرا ہی نزول ہوگا تو کہاں ہیں وہ فتوحات جو اُسکے نزول کیساتھ وابستہ تھیں۔ کہاں ہیں ہمارے وہ ملک اور قومیں جو اُس سے برکت یافتہ ہیں۔؟ اور آپ ایسے عالم اور مربی ہیں کہ احمدیوں کو نو (۹) سالہ دَجل دے کر یہ کہتے نہیں تھکتے کہ پیشگوئی مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد کے وجود میں بڑی وضاحت اور شان کیساتھ پوری ہوگئی۔اِنا للہ و انا اِلیہ راجعون۔کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ شان یہ ہوتی ہے جس کیساتھ آج ہم دنیا میں دربدر دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔؟؟؟ امام صاحب۔قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہودی (وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔البقرہ۔۴۳ ۔باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے ہوئے حق کو چھپانے کی کوشش کرو۔) سچ اور جھوٹ کو آپس میں خلط ملط کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایسے کاموں سے منع فرمایا تھا۔کیا آج آپ بھی وہی کچھ نہیں کر رہے؟۔خلیفہ ثانی صاحب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مطابق وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ حصہ کے بطور مثیل بشیر احمد (اوّل) مصداق تھے اور وہ پیدا بھی نو (۹) سال کے عرصہ (۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) میں ہوگئے تھے۔یہ تو سچ ہے۔لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے جو دعویٰ مصلح موعود کیا ہے یعنی موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا۔اُن کا یہ دعویٰ قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ وہ تو مصلح موعود سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔اور یہ جھوٹ ہے ۔جیسا کہ خاکسار اس سے پہلے یہ بات قطعی طور پر ثابت کر آیا ہے کہ زکی غلام (مصلح موعود) نے قرآن کریم کی روشنی میں مبشر اِلہامات کے مطابق جماعت احمدیہ میں ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔اس تاریخ سے پہلے پیدا ہونیوالا کوئی بھی بچہ خواہ وہ حضورؑ کا صلبی لڑکا تھا یا آپکی جماعت یعنی ذریت میں پیدا ہونیوالا کوئی بچہ تھا وہ موعود زکی غلام نہیں ہوسکتا۔لہٰذا امام راشد صاحب۔آپ ایک سچ اور ایک جھوٹ کو آپس میں گڈ مڈ کیوں کر رہے ہیں۔؟ اگر آپ کو یقین ہے کہ مصلح موعود نو (۹) سالہ عرصہ میں یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوگیا تھا تو پھر آپ کو اور جماعت احمدیہ کو ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ڈرنا اور گھبرانا تو مجھے چاہیے۔خاکسار آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکم (النساء۔۶۰) کے تحت علمی گفتگو کی دعوت دیتا ہے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔کیا آپ اِس علمی مقابلہ کیلئے تیار ہیں۔؟ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

مورخہ ۵۔اگست ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆☆☆☆